REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

جلد ۴۱ — شمارہ ۲۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۳ ذوالحجہ ۱۴۱۲ ہجری — ۲۵ احسان ۱۳۷۱ ہش — ۲۵ جون ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور رُوح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

قادیان دارالامان میں

عیدالاضحیہ کی پُر مسرّت و مُبارک تقریب

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نمازِ عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا!

مضافاتِ قادیان سے آئے ہوئے ہزارہا غیر از جماعت مسلمان بھائیوں نے نماز پڑھی اور لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ سے کھانا تناول کیا

رپورٹ مرتبہ: قریشی محمد فضل اللہ

قادیان ۱۲ احسان (جون)۔ آج یہاں عیدالاضحیہ کی تقریب نہایت پُر وقار رنگ میں اسلامی روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے منائی گئی۔ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نمازِ عید پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ نماز میں شرکت کے لئے کل شام سے ہی مضافاتِ قادیان میں کام پر آئے ہوئے مسلمان بھائی جوق در جوق آرہے تھے۔ جبکہ صبح سے احمدیہ بازار میں بھیڑ لگ گئی۔ مستورات کے لئے مسجد مبارک میں انتظام کیا گیا تھا۔ احباب و مستورات اور بچے نمازِ عید کے لئے نئے کپڑے پہن کر بڑے ذوق و شوق سے تسبیح و تحمید کرتے ہوئے وقت سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ گئے۔

خطبۂ عید میں محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا: آج کا دن مسلمانوں میں عیدالاضحیہ کے نام سے ہر سال حج کے اختتام پر منایا جاتا ہے۔ اور یہ عید قربانی کی عید کہلاتی ہے۔ قربانی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے موصوف نے اس تاریخی قربانی کی یاد دلائی جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حضور پیش کی۔ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک رؤیا پر تھی۔ آپؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں چنانچہ آپ اس رؤیا کو ظاہری رنگ میں پورا کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور اپنے بیٹے کو بھی اپنے منشاء سے آگاہ کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے باپ جس کام کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ بجا لائیں۔ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو لٹا دیا اور گلے پر چھری چلانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی اے ابراہیم تو نے اپنی رؤیا پوری کر دی۔ آپ نے رؤیا کا جو مفہوم سمجھا اُس کو پورا کرنے کے لئے خدا کی راہ میں تیار ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہی ایک اور قربانی اُس وقت بھی کی جو آئندہ عظیم الشان برکات کا موجب بنی۔ آپ نے اپنے بیٹے اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہؑ کو خدا کے حکم سے ایسی جگہ چھوڑ دیا جہاں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ پانی نہیں تھا، سبزہ نہیں تھا۔ یعنی مکہ کی غیر ذی زرع وادی میں کچھ کھجوریں اور پانی دے کر چھوڑ دیا۔ اور وہاں سے جانے لگے۔ حضرت ہاجرہؑ نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ وفورِ جذبات سے جواب نہ دے سکے۔ بار بار پوچھنے پر آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ خدا کے حکم سے ایسا کر رہا ہوں۔ حضرت ہاجرہؑ سمجھ گئیں، خدا پر نہایت درجہ توکل کرنے والی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ میں سچی قربانی ضائع نہیں جاتی۔ مجھے یقین ہے خدا ضائع نہیں کرے گا۔ پس ان تینوں کی قربانی سے ایک بنیاد پڑی۔ اور آج وہ جگہ توحید کا گہوارہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی جگہ ہے۔ اور جب تک دُنیا قائم ہے اس قُربانی کی یاد تازہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہؑ کے لئے ظاہری زندگی کا پانی بھی مہیا فرمایا چنانچہ آبِ زمزم آج بھی اسی طرح جاری ہے اور ساری دُنیا میں بطور تبرک لے جایا جاتا ہے۔ رُوحانی زندگی کی بقاء و سیرابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی شکل میں ایسا چشمہ جاری فرمایا جو تاقیامت آبِ حیات کا حکم رکھتا ہے۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مکی دور کی عظیم قربانیوں اور اس کے نتیجہ میں عطا ہونے والی عظیم الشان رُوحانی و جسمانی برکات کا بھی اختصار سے ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کے خطبہ میں میں خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آج بھی اسلام بے یار و بے کس کی طرح ہے۔ اور کفر مقابلہ میں طاقتور و توانا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کیا گیا، گالیاں دی گئیں۔ یہی سلوک آپ کے غلام اور آپ کے ظلِ کامل حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کیا گیا۔ اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کا آپ کے ساتھ جو سلوک تھا بیان کیا۔

آخر پر آپ نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ آج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی سُنت کی اتباع میں جان مال جذبات کی قُربانی کر رہی ہے۔ محض خدا کی خاطر اور کلمۂ طیبہ کے اقرار کے نتیجہ میں احمدیوں کو مارا جا رہا ہے۔ اور شہید کیا جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر کوئی احمدی اپنے اسیرانِ راہِ مولیٰ بھائیوں کو نہیں بھلا سکتا۔ ہم ایک دوسرے سے گلے ملیں گے خوشیاں منائیں گے۔ کچھ بھائی ایسے بھی ہیں جو اپنے بیوی بچوں رشتہ داروں دوست احباب سے نہیں مل سکتے۔ وہ خدا کی خاطر جیلوں میں بند ہیں۔ اور ہر طرح کی قُربانی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں قبول فرمائے۔ اور ہمیں بھی توفیق دے کہ زندگی کے آخری لمحات تک۔ قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی والی لمبی عُمر عطا فرمائے اور اسلام کی ترقی کے دَور کو جس تیزی سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور دن رات اس کے لئے مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے اور حقیقی عید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی شکل میں دیکھنا نصیب ہو آمین۔

دُور سے آنے والے بہت سے مہمان نمازِ عید میں شرکت نہ کر سکے تھے ان کے لئے دوبارہ نماز پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔

حسبِ سابق امسال بھی تمام مہمانانِ کرام کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر خانہ میں کھانا تیار کیا گیا۔ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں کھانا کھلایا گیا۔ جس کے لئے احباب جماعت انصار و خدام اور عملہ لنگر خانہ نے تعاون کیا۔ جبکہ اطفال نے پانی پلانے کی خدمت بڑی مستعدی سے انجام دی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

نمازِ عید کے بعد جماعتی انتظام کے تحت کی جانے والی قربانیوں کے علاوہ احباب نے انفرادی قربانیاں بھی کیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے۔ آمین۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ر احسان ۱۳۷۱ ہش

بلا ثبوت الزام ـــــ ایک غیر منصفانہ اقدام

اخبار ہند سماچار کے شمارہ ۱۸ر مئی ۱۹۹۲ء میں مشہور کالم نویس اردن شوری کا ایک مضمون بعنوان " لبرل نظریہ کے لوگوں اور اُن کی مخالفت کرنے والوں کو کئی دوسرے پہلوؤں پر بھی سوچنا چاہیئے " شائع ہُوا ہے ۔ مضمون نگار نے مذکورہ مضمون میں درج ذیل اُمور پر روشنی ڈالی ہے ۔

● ـــ مکی زندگی میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب اکیلے تھے اور آپ کے پیروکار کم تھے ، آپ نے امن و صلح کی تعلیم دی اور فرمایا کہ "دین میں کوئی جبر نہیں " لیکن جب آپ مدینہ تشریف لے گئے اور آپ کو طاقت حاصل ہوگئی تو آپ پر یہ تعلیمات نازل ہوئیں کہ : " محمدؐ اللہ کا نبی ہے اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے تئیں سخت ہوں اور ایک دُوسرے کے تئیں رحم دل ہوں " نیز یہ کہ " انہوں نے وارننگ دی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تم ایمان چھوڑ دو اور (ان) جیسے ہو جاؤ اللہ نے وارننگ دی ہے انہیں دوست مت سمجھو ۔ ان سے نپٹتے وقت سختی سے کام لو "

● ـــ مضمون نگار نے مزید لکھا کہ ـــ " اسلام پیغمبر کی شخصیت پر قائم ہے اور ان کے گرد گھومتا ہے ۔ اس لیئے جو بات بھی شخصیت پر سایہ ڈالتی ہے اُسے اسلام کو کھوکھلا کرنے سے تعبیر کیا جاتا ہے ...... ، اس لئے بیشتر نے اس بات پر اصرار کیا کہ پیغمبر کے طرزِ عمل مقاصد اور شخصیت پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے "

● ـــ مضمون نگار نے اپنے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے مزید تحریر کیا کہ ـ " پیغمبرِ خدا اس بارے میں خاص دھیان رکھتے تھے کہ لوگ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں .... ابو آفاق کو قتل کر دیا جس کی عمر ۱۰۰ سال سے اُوپر تھی پیغمبر نے خود آفاق کو جسے انہوں نے شرارتی قرار دیا اور قتل کرنے کا حکم دیا کیونکہ موخرالذکر نے ان کا مذاق اڑانے کی کوشش کی تھی ...... یہ اور دیگر قتل حضرت محمد صاحب کی مستند سوانح عمری میں درج ہیں "

● ـــ مضمون کے آخر میں مضمون نگار نے لکھا کہ ـــ " یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ اسلام جس قسم کی تقریر کی آزادی دیتا ہے وہ اس کی سراہنا کرنے کی آزادی ہے جس کا لبرل لوگ سامنا نہیں کرنا چاہتے "

مذکورہ مضمون کا مطالعہ کرنے سے دو باتیں کھُل کر سامنے آتی ہیں ۔ پہلی تو یہ کہ مضمون نگار نے پُورے طور پر کبھی بھی قرآنِ مجید کا مطالعہ نہیں کیا ۔ اور اگر کیا ہے تو جان بُوجھ کر حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو آیات جن کا اُوپر حوالہ دیا گیا کہ " مذہب میں کوئی جبر نہیں " اور یہ کہ " کافروں کے تئیں سخت ہوں " مدنی زندگی کی ہیں ۔ یہ کہنا غلط ہے کہ مکی زندگی میں اعلان کیا کہ مذہب میں جبر نہیں ۔ اور جب مدینہ میں طاقت ملی تو کہا کہ کافروں کے تئیں سخت ہو جاؤ ۔

اسلام کی ابتداء جیسے نازک وقت میں ہوئی ہے اور اس دور میں دُنیا جس قدر ضلالت و تاریکی کے گہرے پردوں میں تھی اُس سے ایک دُنیا واقف ہے ۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بُتوں کی پوجا کے مقابلہ میں ایک خدا کی تعلیم کو پیش فرمایا تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ پہلے مقابلہ آرائی پر کون آیا ؟ کس نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر گندگی پھینکی ۔ گالیاں نکالیں ۔ گلے میں چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹنا چاہا ۔ مکہ کی گلیوں میں آپ کا اور آپ کے صحابہ کا چلنا پھرنا مشکل کر دیا ۔ مسلمان نہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اپنی تعلیم مکہ میں پھیلا سکتے تھے ۔ تنگ آکر رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی ۔ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی ۔ باوجودیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے ، کفار نے پھر بھی چین سے سانس نہ لینے دیا ۔ اور مکہ سے کئی میل کا فاصلہ طے کر کے مدینہ پہنچے اور وہاں مسلمانوں سے جنگ کی ۔ قریباً تمام جنگوں میں مسلمان سازو سامان اور تعداد کے اعتبار سے کفار کی نسبت کم تھے ۔ مذہبِ اسلام کی تو یہی سُنہری تعلیم ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں ۔ کسی پر زور زبردستی اپنا مذہب ٹھونسا نہیں جا سکتا ۔ لیکن جب منکرینِ مکہ جنگ کرنے کے لئے سر پر چڑھ آئے تو مسلمانوں کو بھی باوجود ناپسندیدگی کے ان سے لڑنے کی تعلیم دی ۔ اللہ پاک کا فرمان ہے : " تم پر جنگ کرنا فرض کیا جاتا ہے حالانکہ یہ تمہیں ناپسند ہے (البقرہ : ۲۱۷) پھر جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمان کفار کے مقابلہ میں اس قدر متحد تھے کہ اس کا ذکر خود قرآن مجید نے کیا ہے کہ میدانِ جنگ میں مسلمان کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں ۔ اب فاضل مضمون نگار سے کوئی پوچھے کہ میدانِ جنگ میں اگر ایک طرف کے فوجی مدِمقابل کے لئے سخت اور آپس میں نرم نہ ہوں گے تو پھر کیا ہوں گے ۔ کیا آپس میں ایک دوسرے سے لڑیں گے ۔ اور مدِمقابل کے لئے نرم پہلو رکھیں گے !؟ کس قدر مضحکہ خیز بات ہے ۔ بغیر کسی تحقیق کے الزام لگا دینا کس قدر آسان بات ہے ۔ پھر اگر خُدا نے مکہ کے کُفّار کے بارہ میں مومنوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ تم سے تمہارا ایمان چھیننا چاہتے ہیں پس تُم انہیں اپنا دوست نہ سمجھو بلکہ سختی سے نپٹو تو کونسی بُری تعلیم دی ۔ انصاف پر مبنی اِس تعلیم کو بھی اگر ہدفِ تنقید بنایا جائے تو کس قدر ظلم ہے ـــــ !!

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ اِسلام ـــ پیغمبرِ اسلام کی شخصیت پر اعتراض کرنے سے روکتا ہے ، بالکل صحیح ہے ۔ اِسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ آج کے زمانہ میں وہ واحد مذہب ہے جس میں دُنیا کی تمام مشکلات و مسائل کا حل ہے ۔ تمام قرآنِ مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی طرف سے الہاماً نازل ہُوا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک زندگی میں ان تمام تعلیمات پر عمل کر کے دُنیا کو دکھایا ہے ۔ اور خود خدا نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے کہ " رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی تمہارے لئے نمونہ ہے " پس چونکہ مخالفینِ اسلام کو اسلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان نہیں اور نہ ہی اس بات کا یقین ہے کہ قرآن مجید الہامی کتاب ہے ۔ چنانچہ اِس عدمِ ایمان و یقین کے باعث ہی وہ اسلام کی سُنہری تعلیمات پر بغیر تحقیق و مطالعہ کے اور بعض دفعہ جان بُوجھ کر الزام تراشی کرتے ہیں ۔ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں ۔ ہمارا ایمان ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ دُنیا کے لئے ایسا کامل نمونہ ہے جس پر کوئی اعتراض ہو ہی نہیں سکتا ۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو پیش کرے ، انشاء اللہ تسلی بخش جواب دیا جائے گا ۔

اگر آپؐ نے فتحِ مکہ کے بعد بعض باغیوں اور قاتلوں کو قتل کرنے کا ارشاد فرمایا تو خدارا انصاف سے بتایا جائے کہ آج کے اِس ترقی یافتہ دور میں باغیوں اور قاتلوں کی کیا سزا ہے ؟ رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف مذاق اُڑانے کے نتیجہ میں اگر آپؐ نے ایک سَو سال سے بھی زیادہ عمر والے بُوڑھے کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا تو اُس عام اعلانِ معافی کو کیا کہا جائے گا جو فتحِ مکہ کے روز ہُوا ۔ اور جس میں نہ صرف مذاق اُڑانے والے بلکہ شدید جسمانی اور ذہنی تکالیف پہنچانے والے بھی شامل تھے ۔ اور سب کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا تھا ۔

مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں اپنے زعم میں جس بُنیادی حقیقت کا ذکر کیا ہے کہ اسلام اپنی تعریف کے علاوہ کسی قسم کی تقریر کی آزادی نہیں دیتا نہایت غلط اور حقیقت سے دُور کی بات ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اِسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جو ہر اعتبار سے تحریر و تقریر کی آزادی دیتا ہے ۔ لیکن ایک دُوسرے پر گند اُچھالنے اور گالیاں نکالنے سے روکتا ہے ۔ کیونکہ اس سے امنِ عامہ میں خلل واقع ہوتا ہے ۔ ورنہ حضرت ابوبکرؓ کے جس غلام نے ابوبکرؓ کی بیٹی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا تھا قرآنِ مجید نے ایسے لوگوں کو بھی نان و نفقہ دینے اور نرمی کا سلوک کرنے کا ارشاد فرمایا ہے ۔

بالآخر تمام معترضین سے دردمندانہ درخواست ہے کہ بجائے مخالفینِ اسلام کا لٹریچر پڑھ کر اسلام پر اعتراض کرنے کے از خود قرآنِ مجید کا مطالعہ کریں اور ساتھ ہی قرآن مجید کی صحیح اور سچی تفسیر جاننے کے لئے اِس زمانہ کے امام آخرالزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ فرمائیں ۔

(منیر احمد خادم)

خطبہ جمعہ

ہم ایک روحانی جہاد کر رہے ہیں اور اسی کا نام دعوت الی اللہ ہے

آپ دعوت الی اللہ کے لئے تیار ہوں۔ منصوبے حقیقی بنائیں۔ ابراہیمی صفات اختیار کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں۔ ایسے واقعات کو کثرت سے اپنے اخبارات میں شائع کریں

اگر آپ تقویٰ پر قائم رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا تبلیغی منصوبہ غلط نہیں ہو سکتا!

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳ احسان (مارچ) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لنڈن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ جمعہ سے پہلے جمعہ میں دعوت الی اللہ کا مضمون چل رہا تھا جو ابھی باقی ہے بیچ میں رمضان کا پہلا جمعہ آیا اس لئے میں نے مضمون کو وقتی طور پر چھوڑ کر رمضان کے مضمون پر خطاب کیا تھا اب واپس اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔

میں یہ بیان کر رہا ہوں کہ اجتماعی منصوبہ بندی سے پہلے

انفرادی منصوبہ بندی

ضروری ہے اور انفرادی منصوبہ بندی کے بغیر اجتماعی منصوبہ بندی حقیقی نہیں ہو سکتی ایک فرضی خیالی منصوبہ بندی رہے گی۔ پس جماعتوں تک پہنچ کر ان کی کیفیت ان کی صلاحیت کو جانچنا ضروری ہے اس کے مطابق پھل کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں آج سب سے پہلی بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ کتنے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کریں گے تو بسا اوقات حیرت انگیز طور پر ایسے خیالی اندازے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن میں ظاہری طور پر کوئی حقیقت نہیں ہوتی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم سو بنائیں گے بعض کہتے ہیں ہزار بنائیں گے۔ بعض کہتے ہیں ہم پانچ سو بنائیں گے اور اسی طرح مختلف اندازے لگا کر وہ جو اندازے منصوبہ بندی کمیٹی کو پیش کرتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ منصوبہ بندی کمیٹی ان کو اس طرح قبول بھی کر لیتی ہے اور ان کے ملک کا احمدی بنانے کا حقیقی مسلمان بنانے کا جو تخمینہ ہے یہ فرضی طور پر ایک غبارے کی طرح پھول جاتا ہے بعض دوست دعا کے مضمون اور منصوبے کے مضمون میں فرق نہیں کر سکتے انہوں نے یہ سن رکھا ہے اور بجا سن رکھا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت فرمائی کہ جب خدا سے مانگو تو کھلا مانگا کرو تھوڑا نہ مانگا کرو آگے اس کی مرضی ہے کہ وہ دے یا نہ دے یہ دعا کا مضمون ہے۔ منصوبے کا مضمون نہیں۔ جس قادر مطلق سے بے انتہا مانگنے کی ہدایت ہے وہی قادر مطلق جب خود مسلمانوں کے لئے منصوبہ بناتا ہے تو دنیاوی حسابات کو حقیقی اسباب کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ بناتا ہے حالانکہ وہ چاہے تو لامتناہی منصوبہ بنا سکتا ہے چنانچہ دیکھیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی کہ تمہارے لئے ابتدائی منصوبہ یہ ہے کہ تم ایک ہو گے تو دو پر غالب آؤ گے اگر ایک سچا مومن ہوا تو وہ دو پر غالب آئے گا لیکن بعد ازاں اس منصوبے میں تدریجی ترقی ہوگی اور بالآخر میں تم سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک مومن دس پر غالب آئے گا لیکن الفاظ یہ نہیں کہ ایک مومن دس پر غالب آئے گا بلکہ پہلے یہ تھا کہ ایک دو کی بجائے ۱۰۰، ۲۰۰ پر غالب آئے گا اور پھر بعد میں جو دس کا مضمون ہے وہ بھی ایک سے شروع نہیں ہوتا بلکہ فرمایا کہ ۲۰ دو سو پر غالب آئیں گے۔

اس میں بڑی گہری حکمت ہے اللہ چاہے تو ہر مومن کو دو پر بھی غالب کر سکتا ہے اور چاہے تو ہر مومن کو دس پر بھی غالب کر سکتا ہے لیکن بعض باتوں کا تعداد سے گہرا تعلق ہوتا ہے LARGE NUMBERS ایک سائنس ایجاد ہو چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ ایک شخص ایک جماعت کا حصہ ہو اور اس جماعت کے ہر شخص کو برابر استعداد حاصل ہو مگر ایک کمزور شخص ایک جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے جبکہ جماعت کی مجموعی طاقت اس ایک کمزور شخص کی طاقت کو جمع کرنے سے زیادہ بنتی ہے۔ مثلاً ایک کمزور شخص ہے جسے دوسرے ساتھی سے نصف طاقت حاصل ہے اب اگر اسے ایک بڑی جماعت میں شامل کر دیا جائے تو ممکن ہے کہ اس کی طاقت مجموعہ کے ساتھ مل کر دگنی ہو جائے پس ایسی گفتگو انفرادی طور پر نہیں کی جاتی بلکہ جماعتی طور پر کی جاتی ہے چنانچہ قرآن کریم نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ایک دو پر غالب آئے گا اور ایک دس پر غالب آئے گا تو اس کو جماعتی اندازے کے مطابق پیش فرمایا ہے انفرادی اندازے کے طور پر پیش نہیں فرمایا تو دیکھیں اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اس نے کتنی گہری حکمت کے ساتھ منصوبہ بنایا ہے اور کتنا واقعاتی منصوبہ بنایا ہے۔ کوئی فرضی بات اس میں داخل نہیں فرمائی جبکہ اللہ تعالیٰ کا کسی بات کو داخل فرمانا اس کا امر بن جاتا ہے اور جیسا وہ فرماتا ہے ویسا ہو کر رہتا تھا مگر مسلمانوں کے حالات ان کی طاقتوں کو دیکھ کر ایک حقیقی منصوبہ بنایا پھر اس منصوبہ میں اور تمام انسانی منصوبے میں ایک اور نمایاں فرق ہے۔ ہم آج جب غور کرتا تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ طاقتور اور توانا ایسے مضبوط مومن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھی مومن دکھائی دیتے ہیں اس وقت بھی جو لوگ ان روحانی تجربوں میں سے گزر رہے تھے وہ جانتے تھے کہ اس سے زیادہ شان کے مومن نہ پہلے پیدا ہوئے نہ بعد میں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ منصوبہ بناتے وقت ان اوّلین مومنین سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ تم ایک دو پر غالب آؤ گے بلکہ یہ وعدہ کیا کہ بعد میں آنے والے ایک دس پر غالب آ جائیں گے اور ابتداء کے جو پختہ مومن ہیں وہ ایک دو پر غالب آئے گا اس میں آخر کیا بات تھی۔

انسانی منصوبے کے لحاظ سے کچھ غلط ہو گیا ہے لیکن الٰہی منصوبہ چونکہ لازماً درست ہوتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے گہرے نفسیاتی حالات پر غور فرما کر یہ منصوبہ پیش کیا۔ ابتداء میں جب مومن اپنے غیر سے ٹکراتا ہے تو غیر کو مومن کا تجربہ نہیں ہوتا اس لئے غیر کا حوصلہ بڑا ہوتا ہے اور مومن کی اصل طاقت کو نہیں سمجھتا اس لئے زیادہ زور کے ساتھ اور اپنے لحاظ سے یقین کے ساتھ مومن سے مقابلہ کرتا ہے کہ میں اس کو شکست دے دوں گا لیکن جوں جوں مومن کا رعب بڑھتا جاتا ہے اسی نسبت سے غیر کے مقابلے کی طاقت کمزور پڑتی چلی جاتی ہے پس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ابتدائی ساتھیوں کا رعب تھا جب وہ قائم ہوا تو اس نے بعد میں آنے والوں کو بھی عظیم طاقتیں عطا کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یا بعد کے زمانوں میں آپ جو عظیم الشان فتوحات دیکھتے ہیں کہ تھوڑے بہتوں پر غالب آ گئے یہ اتفاق نہیں تھا بلکہ الٰہی منصوبے میں یہ بات داخل تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ساتھی مومنوں کی شان جوں جوں ظاہر ہوتی چلی جائے گی غیروں پر رعب بڑھتا چلا جائے گا

اور یقین میں مزید حوصلہ پیدا ہوتا چلا جائیگا۔ مزید یقین پیدا ہوتا چلا جائیگا پس دیکھیں کہ الٰہی منصوبہ کتنا واقعاتی کتنا حقیقی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے مضمون کو اس منصوبہ میں داخل نہیں فرمایا۔ پس مؤمن جب منصوبہ بناتا ہے تو دعا کے مضمون کے ساتھ کیوں منصوبے کا اختلاط کرتا ہے اللہ سے اس کے رنگ سیکھنے چاہئیں منصوبہ خالصۃً حقیقی ہونا چاہیئے واقعاتی ہونا چاہیئے چنانچہ وہ لوگ جو لکھ دیتے ہیں کہ جی ہم نے ۱۰۰ بنانے ہیں پھر سارا سال PANIC میں بڑی سخت گھبراہٹ میں خط لکھتے ہیں کہ اتنے مہینے رہ گئے ابھی تک ایک بھی نہیں ہوا۔ اتنے ہفتے رہ گئے اور ابھی تک ایک بھی نہیں ہوا خدا کیلئے دعا کریں دعا اپنی جگہ ہے اس کا ایک الگ مضمون ہے۔ الگ دائرہ ہے منصوبہ ایک الگ چیز ہے اگر آپ منصوبہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو کر نہیں بنائیں گے تو وہ دعا جو خدا کے رنگ سے الگ دعا کی جاتی ہے اس میں بھی طاقت پیدا نہیں ہوگی۔

منصوبہ حقیقی بنائیں پھر اس کو دعاؤں سے طاقت دیں

پھر دیکھیں کہ وہ منصوبہ کیسے کیسے رنگ دکھاتا ہے۔ ایک صاحب ہیں جن کے دو قسم کے کام ہیں ایک دنیوی کام ہے اس میں بھی وہ منصوبہ بناتے ہیں ایک تبلیغی منصوبہ ہے جو دنیوی منصوبہ ہے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ میرا یہ منصوبہ ہے کہ یہ تجارت یہاں تک پہنچ جائے اور جو تبلیغی منصوبہ ہے وہ یہ ہے کہ میں سال میں ایک سو احمدی بناؤں گذشتہ سات آٹھ سال سے میرا یہ تجربہ ہے کہ ہر سال ان کا دنیوی منصوبہ کامیاب ہو جاتا ہے اور روحانی منصوبہ ناکام ہو جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی نیت میں فتور ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اس طرف توجہ کم دیتے ہیں اور زیادہ سنجیدگی سے اپنے دنیوی منصوبے کی طرف متوجہ ہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ ایک تجربہ کار تاجر ہیں وہ دنیوی منصوبہ بناتے وقت حقائق کو سامنے رکھتے ہیں اور جو ان کی صلاحیتیں ہیں انہی کے پیش نظر منصوبہ بناتے ہیں لیکن جب وہ اپنا روحانی منصوبہ بناتے ہیں تو اپنی صلاحیتوں کو جانچتے ہی نہیں دیکھتے ہی نہیں کہ ان میں توفیق کتنی ہے کبھی کسی غیر سے بات کر کے دیکھی اس کا دل جیت کے دیکھا یا دکھایا اس پہلو سے اپنے نفس کا جائزہ لینے کے بعد اگر وہ منصوبہ بناتے تو حقیقی ہوتا۔

پس کوئی بچہ ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے جب بھی اپنے گھر میں بیٹھ کر منصوبہ بنائے تو اس کو اپنی حیثیت کا اپنی توفیق کا، اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لینا ہوگا اور اس کے مطابق منصوبہ بنانا ہوگا اور ایسا منصوبہ بنانے میں کوئی حرج نہیں کہ ایک انسان واقعۃً یہ سمجھے کہ میں ایک سال میں ایک احمدی نہیں بنا سکوں گا۔ تو یہ کہے کہ میں اس سال کوشش شروع کروں گا۔ اور اس کے تجربہ کی روشنی میں میں سمجھتا ہوں کہ شاید آئندہ سال مجھے پھل لگ جائے اور ایک آدمی یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ تین سال میں مجھے پھل لگے اور اس تجربہ میں اگر وہ ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرے گا تو پہلے سال کا تجربہ اور دوسرے سال کا تجربہ اور تیسرے سال کا تجربہ اس کو اس بات کی لیاقت عطا کریں گے کہ وہ آئندہ بہتر اور صحیح منصوبہ بنا سکیں۔ اب اس سلسلہ میں تمام جماعت کو براہ راست یہی ہدایت ہے کہ اپنا منصوبہ بناتے وقت خود غور کیا کریں صلاحیتوں کو جانچا کریں اپنے ماحول کو دیکھا کریں۔ کہ کس زمین میں کام کر رہے ہیں۔ پتھریلی ہے سنگلاخ ہے یا زرخیز ہے۔ ان لوگوں کے احمدیت کے متعلق کیا تأثرات ہیں دنیا داری میں وہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں ان کو دین کی ضرورت محسوس بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔ یہ بہت سے ایسے امور ہیں جن کا تبلیغ کو پھل لگنے سے براہ راست تعلق ہے۔ افریقہ کے بعض ممالک ہیں جن میں دین کی طلب بھی ہے اور فطرتیں سعید ہیں چونکہ غربت ہے اس لئے دنیا داری کے تکبر حائل نہیں ہیں مادہ پرستی ان کے اور دین کی راہ میں حائل نہیں ہوئی ان امور کے پیش نظر وہاں زمینیں زیادہ زرخیز ہیں اور بعض دنیا دار قومیں ہیں جو نہ صرف یہ کہ دنیاوی اموال اور سیاسی برتری کی وجہ سے باقی دنیا کو نیچا دیکھتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی اور کی احتیاج محسوس نہیں کرتیں۔ وہ قومیں سمجھتی ہیں کہ ہمیں کسی اور سے کچھ لینے سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہم تو دنیا کو دینے والے ہیں ہم سیاسی اقتصادی ہر لحاظ سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں پس جتنی ان کی احتیاج کم ہوگی اتنا ہی وہ غیر کی بات کم سنیں گے ضرورت محسوس نہیں کریں گے لیکن اس کے علاوہ دنیا کی دولتیں ان کو دنیا کی لذتوں میں اس طرح مگن کر دیتی ہیں کہ اگر غیر کی بات سنیں اور سمجھ بھی آجائے تو وہ لذتیں چھوڑی نہیں جاتیں اس معاشرے سے الگ نہیں ہوا جاتا جو معاشرہ ان کی زندگی کے رگ و پے میں پیوست ہو چکا ہے پس یہاں انگلستان میں جو منصوبہ بنایا جائے یا جرمنی میں بنایا جائے وہ اور ہے افریقہ کا منصوبہ اور ہے جاپان کا منصوبہ اور ہے۔ ملکی حالات کو بھی دیکھنا ہوگا۔ صرف اپنے نفس کا جائزہ نہیں لینا ہوگا پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ میں کتنا وقت دے سکتا ہوں اور کس کو میں نے بلانا ہے۔ اور جس کو میں بلانا چاہتا ہوں اس کے لئے میرے پاس بلانے کی صلاحیت بھی ہے کہ نہیں علم بھی ہے کہ نہیں چنانچہ اس پہلو سے ہر شخص اپنے گردوپیش پر نظر دوڑائے اور معلوم کرے کہ کون اس کا امکانی ٹارگٹ ہو سکتا ہے ٹارگٹ سے مراد ہے نشانہ۔ لیکن یہ نشانہ دوسری اصطلاح کا نشانہ ہے دنیاوی اصطلاح کا نہیں۔ اس مضمون کو سردست یہاں چھوڑتے ہوئے اب میں نشانے کی بات شروع کرتا ہوں اور پھر دوبارہ اس مضمون کی طرف واپس آؤنگا

ہم ایک روحانی جہاد کر رہے ہیں

اور اسی کا نام دعوت الی اللہ ہے۔ روحانی جہاد اور مذہبی مادی جہاد ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ دونوں مذہبی جہاد ہیں لیکن مذہبی مادی جہاد سے میری مراد یہ ہے کہ جہاں مادی ہتھیار استعمال کرنے پڑتے ہیں توپ و تفنگ، تلوار، بندوقیں، جو کچھ بھی ہتھیار کسی کو میسر ہوں ان کے ذریعہ لڑا جاتا ہے دونوں جہاد ہیں لیکن ان دونوں جہاد کے مقاصد اوّل اوّل ایک دوسرے سے بالکل مختلف دکھائی دے رہے ہیں ایک جہاد کا مقصد زندہ کرنا ہے اور دوسرے جہاد کا مقصد مارنا ہے جو تلوار کا جہاد ہے اس کے نتیجہ میں موت وارد کی جاتی ہے سر اڑائے جاتے ہیں گردنیں کاٹی جاتی ہیں نیزوں کی انی میں لوگوں کو پرویا جاتا ہے اور یہ بھی جہاد ہے اس کا اوّل مقصد مارنا ہے۔ لیکن اعلیٰ مقصد زندہ کرنا ہی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن جو پہلا ظاہری مقصد دکھائی دیتا ہے وہ مارنا ہے جو زیادہ مارے گا وہی زیادہ کامیاب مجاہد ہوگا۔ حضرت علیؓ کے قصے جو آپ سنتے ہیں کہ اس طرح انہوں نے دشمن قتل کئے وہاں قتل ایک قابل فخر چیز دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ خدا کی خاطر خدا کے نام پر مظلوموں نے تلوار اٹھائی اور دشمن کو مارا لیکن روحانی جہاد جو ہم کر رہے ہیں اس کا اوّل مضمون بالکل مختلف ہے اور وہ ہے زندہ کرنا مُردوں کو زندگی عطا کرنا اور یہ وہ جہاد ہے جس کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے یہی جہاد سیکھا اور یہ عرض کیا۔ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى اے اللہ! تُو نے دنیا کو زندہ کرنے کا عظیم مشن تو سپرد فرما دیا مجھے یہ بھی تو بتا کہ میں کیسے زندہ کروں گا۔ تو کیسے زندہ کرتا ہے تو زندگی پیدا کرنے کے اپنے اسلوب بتا دے میں وہی سیکھوں گا۔ میں تو تجھ سے ہی ہر چیز سیکھتا ہوں پس دیکھیں خدا تعالیٰ سے تبلیغ کے گُر سیکھنے کا کیسا عمدہ طریق ہے رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى اے میرے خدا! تو مجھے دکھا کہ مُردوں کو تو کیسے زندہ کرتا ہے چنانچہ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے آپ کو جو مضمون سکھایا وہ بارہا میں بیان کر چکا ہوں فرمایا: پرندے پکڑے اور ان کو کیا کر! فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ: صُرْهُنَّ إِلَيْكَ

کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے سے مانوس کرے، ان کا دل اپنے ساتھ لگالے وہ تجھ سے پیار کرنے لگیں۔ پھر ان کو چار مختلف سمتوں میں چھوڑ دے اور جب تو ان کو بلائے گا وہ اُڑتے ہوئے لپکتے ہوئے تیری طرف آئیں گے اس مضمون میں دعوت الی اللہ کے گُر سکھائے گئے۔ یہ بتایا گیا کہ مردوں کو کیسے زندہ کیا جاتا ہے۔ پہلے روحانی مُردوں کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا پڑتا ہے۔ اور اُن کا اپنے ساتھ تعلق قائم کرنا پڑتا ہے اُس کے بغیر کوئی بات نہیں سنے گا۔ پس وہ قومیں جو متکبر قومیں ہیں ان میں بھی جب آپ منصوبہ بنائیں تو منصوبہ بناتے وقت پہلے اپنی صلاحیت کا بھی جائزہ لیں کہ آپ میں کسی کو اپنے ساتھ لگانے کی کتنی توفیق ہے۔ اس کے مختلف طریق ہیں جن کے متعلق میں ذکر کرتا ہوں لیکن پہلے میں اس مضمون کو ختم کر دوں۔ فرمایا: چار سمتوں میں ان کو پھیلا دے اس میں ایک بہت بڑا انکشاف یہ فرمایا گیا کہ کسی ایک سمت میں تبلیغ نہیں کرنی خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے۔ ہر طرف سے زندگیوں کو کھینچتا ہے اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے انسان نہ عالم الغیب ہے نہ قادرِ مطلق ہے اُسے اپنی کوششوں کو ہر سمت میں پھیلانا چاہیئے اگر انگلستان میں بھی بیٹھا ہوا ہے تو صرف انگریزوں کو تبلیغ نہ کرے یہاں دُوسری قومیں بھی آباد ہیں مشرق کی بھی مغرب کی بھی شمال کی بھی اور جنوب کی بھی چنانچہ چاروں سمت کے پرندوں کو پکڑنے کی کوشش کرے اور جہاں جہاں بھی وہ تبلیغ کے لئے جاتا ہے وہاں ضروری نہیں کہ ہر رنگ اور نسل کے آدمی اس کو میسر ہوں لیکن ہر مزاج کے آدمی میسر ہوتے ہیں اور مزاج کے اعتبار سے بھی کوئی شمال سے تعلق رکھتا ہے کوئی جنوب سے، کوئی مشرق سے، کوئی مغرب سے، ہر مزاج کے انسان ہر قوم میں میسر آتے ہیں تو دوسری نصیحت گویا یہ ہوئی کہ ہر مزاج کے آدمی کو ڈھونڈو اور تم نہیں جانتے کہ کس مزاج سے کیا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسے پتھر بھی تو ہیں جن سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں پس پتھر کو بھی ابتداءً رد نہ کرو اس پر زور لگاؤ کوشش کرو اور جب تم دُعا کرکے ساتھ مناسب کوشش کروگے تو بعید نہیں کہ پتھر سے بھی رحمت کے چشمے پھوٹ پڑیں تو چاروں طرف تبلیغ کرنا ہر قسم کے مزاج کے آدمی کی تلاش رکھنا اُن پر کوشش کرنا اور پھر اُن کو اپنے ساتھ مانوس کر لینا یہ تبلیغ میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

یہاں ایک اور امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ وہ لوگ جو مانوس نہیں ہوتے اُن سے مسلسل سر ٹکرانا اس منصوبے کے خلاف ہے جو خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھایا۔ بعض لوگ اس خیال سے کہ پتھر سے بھی تو چشمے پھوٹتے ہیں بعض ایسے آدمیوں پر اپنا وقت ضائع کرتے چلے جاتے ہیں جن کے دل کی سختی اُن کے پیار اور محبت سے نرم نہیں پڑتی، اُن کو اُن سے کوئی لگاؤ پیدا نہیں ہوتا اور تبلیغ کے نتیجہ میں قریب آنے کی بجائے بسا اوقات اُن کے دل میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں یا نفرتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور یہ تجربہ بھی بسا اوقات میرے سامنے احمدیوں نے بیان کیا ہے کہ بعض دوست دیکھنے میں بہت اچھے بہت شریف النفس بڑا تعلق رکھنے والے تھے لیکن جب ان کو تبلیغ شروع کی گئی تو اندر سے ایسی نفرتوں کے لاوے اُبلے ہیں کہ ہم حیران رہ گئے یہ شخص ان نفرتوں کو اندر پال رہا تھا اور ظاہری طور پر ہم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا تو تبلیغ کے نتیجہ میں یہ معلوم ہوگا کہ پتھر کی حقیقت کیا ہے کیا یہ وہ پتھر ہے جس کا ذکر وقودھا الناس والحجارۃ (البقرہ آیت ۲۵) میں ہے کہ یہ جہنم کے وہ ایندھن ہیں جس میں انسان بھی ہے اور خاص طور پر پتھر دل انسان ہیں تو سوال یہ ہے کہ پتھر کی حقیقت معلوم کرنے کے بعد پھر اسی پر وقت ضائع کرنا اس منصوبہ کی روح کے منافی ہے جو پرندہ مانوس نہ ہو اس پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ باز کو آپ مانوس کر لیتے ہیں لیکن ممولے کو مانوس نہیں کر سکتے اور جتنے بھی لوگ پرندے پالتے ہیں ان میں سے آج تک ممولے کو پالتے کسی کو نہیں دیکھا لیکن باز پل جاتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ ہر طرف کوشش کرو تمہیں علم نہیں ہر کون تم سے مانوس ہوگا کہیں پتھر دل بھی موم ہو جائیں گے کہیں موم سخت ہو جائے گی اور پتھر میں تبلیغ مر جائے گی اس لئے چاروں طرف

ہاتھ مارو لیکن جلد جائزہ لو کہ کون اس لائق ہے کہ اس پر تمہارا وقت صرف ہو اور تمہاری توجّہ اس پر نتیجہ خیز ثابت ہو اس پہلو سے جائزہ لینے کے بعد پھر آپ اپنے ذاتی منصوبے کی طرف لوٹیں اور دیکھیں کہ آپ میں کتنی توفیق ہے اور یہ منصوبہ فوراً نہیں بن سکتا اس لئے یہ طریق ہی غلط ہے کہ فارم تقسیم ہو گئے اور ہر ایک نے کہا جی! میں ایک بناؤں گا ایک کی حد تک تو چلیں کسی حد تک قبول ہو جائے۔ ابتدائی تجربے کے لئے کوئی نمبر لکھنا ہے لکھ لیں لیکن اگر یہ ایک، ایک سال کے اندر پورا نہ ہو تو پھر لازم ہے کہ سارے منصوبے پر نظرِ ثانی کی جائے اس پہلو سے کام نہیں ہوتا جو چیز میرے دل میں فکر پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ منتظمین جب منصوبوں کو اعداد و شمار میں ڈھالتے ہیں تو اس کے بعد کاغذ سمجھ کر اس سے غافل ہو جاتے ہیں وہ کاغذ کسی نہ کسی تہہ میں چلا جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جس نے وعدہ کیا تھا اب اس کا کام ہے اور ہمارا یہ کام ہی نہیں کہ ہم جائزہ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ کتنی اس نے دلچسپی لی؟ اور اس کی حقیقی صلاحیت کتنی تھی لیکن اگر مقامی یا ملکی نظام باشعور ہو اور باہوش ہو تو وہ وقتاً فوقتاً ان افراد سے رابطہ رکھے گا اور معلوم کرے گا کہ انہوں نے اس ضمن میں کتنے قدم آگے بڑھائے کن لوگوں میں کوشش کی اور اگر اس کے منصوبے کو پھل لگنے کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوں تو پھر بھی ضروری نہیں کہ اس کو رد کیا جائے اگر کوششیں ہو رہی ہیں تو بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک سال کی بجائے جیسا کہ بعض درخت دو تین سال، چار پانچ سال چھ سال بعد پھل دیتے ہیں ایک انسان کی کوششیں اثر کر رہی ہوتی ہیں اور پھل کچھ دیر کے بعد لگتا ہے۔ لیکن پھل کے آثار ضرور ظاہر ہوتے رہیں۔ پس انتظامیہ کا کام ہے کہ آثار کا جائزہ لے اور ہر فرد کا بھی کام ہے کہ جب خدا تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے تو اس کے لئے کوشش تو کرے جس نے سو کا وعدہ کیا ہے اس کو کم سے کم ہزار پر کام کرنا چاہیئے اور ہزار پر بیک وقت کام تو کر نہیں سکتا اُسے ہر روز تبلیغ کرنی ہوگی۔ اور دن رات کرنی ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ سَو غیر حقیقی ہے بعض علاقوں میں ہزار بھی حقیقی ہو جاتا ہے جیسا کہ افریقہ کے بعض علاقوں میں ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے پانچ سو (۵۰۰) کا وعدہ کیا تھا لیکن خدا کے فضل سے اس سال ۴۰ ہزار احمدی ہوئے تو

منصوبوں کا تعلق اپنی ذات سے بھی ہے اپنے ماحول سے بھی

نیک نیتوں سے بھی ہے پاک ارادوں سے ہے نیک اعمال سے ہے اُن خدا داد صلاحیتوں سے ہے جن کے نتیجہ میں بعضوں کی باتیں اثر دکھاتی ہیں۔ بعضوں کی باتیں کوئی اثر نہیں دکھاتیں۔

پس اس پہلو سے جب آپ ماحول کا جائزہ لیں گے۔ تو ساتھ ساتھ اپنا جائزہ بھی لیتے چلے جائیں گے اور آپ یہ محسوس کریں گے کہ کچھ لوگ آپ کے قریب آرہے ہیں اور ان میں نرمی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں یہ نرمی کے آثار یہ فیصلہ کرنے میں مدد کریں گے کہ آپ کا منصوبہ حقیقی تھا یا غیر حقیقی تھا ایک سال میں ایک نہیں بنا تین سال میں پانچ بن گئے تو ایک ہی بات ہے بعض دفعہ دو دو تین تین سال انتظار کے بعد پھر اچانک پھل لگتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت پھل لگتے ہیں پس میں یہ سَو کے خلاف نہیں کہ رہا کہ منصوبے میں سو کا عدد نہ آئے یا ہزار کا عدد نہ آئے میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ حقیقی ہو اور جب آپ فیصلہ کریں تو آپ کی تمام قوتیں اس فیصلہ کی تائید میں اُٹھ کھڑی ہوں اور آپ کا خلوص بتائے کہ آپ نے سچائی سے اور دیانتداری سے منصوبہ بنایا تھا منشی عبداللہ صاحب آف سیالکوٹ۔ یا مولوی عبداللہ صاحب سیالکوٹی کا واقعہ پہلے بھی کئی دفعہ میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک دفعہ تحریک فرمائی کہ ہر شخص سال میں

کم از کم ایک احمدی ضرور بنائے اور منشی عبداللہ صاحب۔ یا غالباً مولوی عبداللہ صاحب کہلاتے تھے انہوں نے وعدہ کیا کہ میں ...ا بناؤں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ سمجھے کہ شوق اور جوش میں انہوں نے یہ وعدہ کرلیا ہے۔ تو ٹھیک ہے لیکن ان سے ...ا کہاں بننے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ خود بیان فرماتے ہیں لیکن اس کے بعد ہر سال یہ دستور قائم ہوگیا کہ جب کبھی جلسہ سالانہ پر بیعتوں کا دن آتا تھا تو مولوی عبداللہ صاحب اپنی سَو بیعتیں الگ رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے یہ دلچسپ نظارہ دیکھا کہ میں اس میدان کی طرف جہاں دوستوں کو بیعتوں کے لئے اکٹھا کیا گیا تھا، جا رہا تھا مولوی عبداللہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف جھپٹے کہ یہ میرا آدمی، تم نے یہاں سے نہیں اٹھانا۔ اُس نے بازو پکڑ کر اُس کو کہا ہوگا کہ یہاں نہیں بیٹھنا وہاں بیٹھو تو جس طرح عقاب شکار پر جھپٹتا ہے اس طرح جھپٹے کہ خبردار جو میرے آدمی کو یہاں سے اٹھایا۔ میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کو سَو پورے کرادوں پھر جہاں مرضی لے جاؤ۔ اُس سے پہلے میں نے ہاتھ نہیں لگانے دینا اور وہ جب تک زندہ رہے ...ا پورے کرتے رہے تو سَو پورا کرنا تو ناممکن نہیں ہے۔ اُن کا منصوبہ حقیقی تھا۔ فرضی نہیں تھا اور دعائیں بھی ساتھ شامل تھیں حقیقی اس لئے تھا کہ وہ ایک وقت میں تو ہزار پر کام نہیں کرسکتے تھے لیکن ایک سال میں کئی ہزار پر کام کرتے تھے روزانہ تبلیغ کے لئے نکلتے تھے اور صبح کے وقت کسی کو پکڑا۔ دوپہر کے وقت کسی کو پکڑا۔ شام کے وقت کسی کو پکڑا۔ اپنے وقت کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ دن میں چار پانچ آدمیوں سے تو ضرور رابطہ ہوتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے فراست عطا فرمائی تھی خدا تعالیٰ نے دل موہنے والی طبیعت عطا فرمائی تھی۔ دعاؤں کی عادت تھی۔ اس لئے مہینے میں وقتاً فوقتاً کئی دفعہ ان کی کھیتی پھل دیتی تھی پس اس قسم کا منصوبہ ہو جو حقیقی بھی ہو اور اگر وقتی طور پر حقیقی نہ بھی دکھائی دے تو اتنا مخلصانہ ہو کہ آپ کی تمام صلاحیتیں اُس کی تائید میں جاگ پڑیں۔ اُٹھ کھڑی ہوں اور اس کی تائید میں دن رات لگ جائیں اور خدا سے یہ عہد کریں کہ میں نے فرضی منصوبہ نہیں بنایا۔ میں نے اپنی اندرونی صلاحیتوں کا اندازہ لگا کر زیادہ سے زیادہ منصوبہ بنالیا ہے۔ اب تو میری مدد فرما اور دن رات اگر محنت بھی کرے گا۔ اور دعائیں بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور پورا کردے گا۔ پھر منصوبہ بناتے وقت اُس کے تفصیلی عوامل کو دیکھنا چاہیئے جو تبلیغ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہر ملک کے عوامل مختلف ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہیں جن سے وقتی طور پر تبلیغ میں مدد ملتی ہے لیکن بالآخر وہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں۔ ان سے پرہیز ضروری ہے۔ بعض باتیں بظاہر وقتی طور پر فائدہ نہیں دیتیں لیکن بالآخر فائدہ دیتی ہیں اُن کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ پس تبلیغی منصوبہ کوئی بازیچۂ اطفال نہیں ہے کہ ایک دم بیٹھے ہوئے منصوبہ بن جائے۔ جو بھی منصوبہ بنائے گا۔ وہ ابتداء میں تو اپنی توفیق کے مطابق جو بھی بنتا ہے بنائے لیکن جو باتیں میں سمجھا رہا ہوں ان کو پیشِ نظر ضرور رکھے ورنہ اس کو نقصان ہوگا۔ اب

حضرت نوحؑ نے جب تبلیغ شروع کی

تو جتنے طریق ممکن تھے اُن سب طریق کو اختیار کیا اور ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ میں تمہیں یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزائن ہیں۔

یہ کیوں کہا گیا؟ اس لئے کہ بہت سے لوگ دنیا کی لالچ میں دین کو قبول کرلیا کرتے ہیں اور کئی احمدی بھی اپنی نادانی میں ایسے وعدے کردیتے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگوں کے دل میں بڑی طلب بیدار ہو جاتی ہے۔ کسی نئی جگہ گئے وہاں کہاں جی! دیکھو احمدی ہوگے تو یہ فائدہ ہوگا۔ ہم تمہیں ہسپتال بنا کر دیں گے ہم کالج بنائیں گے۔ یہ خرچ ہوگا۔ غریبوں کے لئے یہ یہ کام کریں گے۔ انڈسٹری قائم کریں گے۔ یہ وعدے وہ اپنے طور پر اُن سے کرنے شروع کر دیتے ہیں اور غالباً چونکہ انہوں نے یہ سوونیئرز دیکھے ہیں کہ افریقہ میں کیا ہو رہا ہے اور فلاں ملک میں کیا ہو رہا ہے اور فلاں ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم یہ باتیں کریں گے تو لوگ جلدی ہماری طرف مائل ہوں گے لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ہسپتال کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ سکولوں کی طرف ہوتے ہیں۔ اقتصادی فوائد کی طرف ہوتے ہیں۔ خدا کی طرف نہیں ہوتے

پس آپ وہ آیات پڑھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ حضرت نوحؑ نے کس طرح کھول کھول کر بتا دیا ہے اور جہاں فائدہ کی لالچ دی ہے۔ وہاں اس رنگ میں دی ہے کہ اُس کا انسان کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ فرمایا اگر تم سچائی کو قبول کرلو گے تو خدا آسمان سے ایسی بشارتیں برسائے گا جو تمہارے لئے مفید ہوں گی اور تمہاری اقتصادی حالت میں ایک حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردیں گے۔ زمین پہلے سے بڑھ کر اُگائے گی اور تمہیں بہت ہی زیادہ اقتصادی فوائد حاصل ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں دوں گا یا ہماری جماعتی کوششوں سے تمہاری اقتصادی حالت بہتر ہوگی۔ پس ہم جب خدمت کی باتیں کرتے ہیں تو تبلیغ کی غرض سے۔ لوگوں کے دل جیتنے کے لئے اُن کو لالچ نہیں دے رہے ہوتے۔ یہ جماعت کا مزاج ہے کہ اس نے خدمت کرنی ہے اور اس مزاج کو دنیا سے روشناس کرایا جانا ہے لیکن براہِ راست وعدہ دے کر کہ ہم تمہارے لئے یہ کریں گے تم ہماری طرف آجاؤ۔ یہ تبلیغ کا طریق اختیار کرنا گمراہی ہے۔ اس کا قرآن کریم کے بیان کردہ طریق سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں جو ایمان لے آتے ہیں اُن کی تالیف کا مضمون الگ ہے اور ان کی تالیف کا مضمون قرآن کریم میں کھلا کھلا بیان ہوا ہے۔ پس تبلیغ کرتے وقت جب آپ تبشیر سے کام لیں گے تو یاد رکھیں کہ یہ تبشیر خدا کے حوالے سے ہونی چاہیئے اور گذشتہ زمانوں کی قوموں کی تاریخ کے حوالے سے ہونی چاہیئے نہ کہ اپنی طرف سے ان سے ایسے وعدے کئے جائیں کہ جن کے نتیجہ میں اُن میں حرص و ہوا بیدار ہو اور دنیا کی لالچ کے نتیجہ میں وہ دین کو قبول کرنے والے ہوں۔ پس تبلیغی منصوبے میں بہت ہی باریک باتیں پیشِ نظر رکھنی پڑتی ہیں۔ احتیاطیں پیشِ نظر رکھنی پڑتی ہیں لیکن سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ اگر آپ تقویٰ پر قائم رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا تبلیغی منصوبہ غلط نہیں ہوسکتا تقویٰ ایک عجیب مضمون ہے جو زندگی کے ہر دائرے پر حاوی ہے اور اس کے نتیجہ میں آپ کے منصوبے کی اس وقت بھی اصلاح ہو رہی ہوتی ہے جب آپ بنا رہے ہوتے ہیں اور اس وقت بھی اصلاح ہو رہی ہوتی ہے جب اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور تقویٰ آپ کو ساتھ ساتھ روشنی دیتا ہے۔ ابتداء کی روشنی نہیں ہے۔ اور نہ یہ انتہاء کی روشنی ہے۔ یہ ایسی روشنی ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے جیسے اندھیرے میں کوئی روشن ٹارچ لے کر سفر کر رہا ہو۔ پس تقویٰ کو پیشِ نظر رکھ کر اگر آپ تبلیغی منصوبہ بنائیں تو آپ کے اندر بہت ہی حیرت انگیز نفسیاتی تبدیلیاں پیدا ہوں گی سب سے پہلے آپ اپنی نیت کو پرکھیں گے کہ آپ کیوں تبلیغ کر رہے ہیں۔ کیا محض للّٰہ ہے یا تعداد بڑھانے کے لئے ہے یا اپنے نفس کے دکھاوے کے لئے ہے۔ کئی قسم کی نیتیں نیکیوں میں بھی داخل ہو جایا کرتی ہیں اور اُن کو گندا کردیتی ہیں۔ پس تقویٰ کے ساتھ پہلے نیتوں کو کھنگال اور ان کو صاف کرنا بے انتہا ضروری ہے ورنہ اگر آپ تعداد بڑھانے کے لئے تبلیغ کریں گے تو یہ ایک قسم TERRITORIAL MOVEMENT بن جائے گی یعنی جس طرح دنیا کے بادشاہ تلوار کے ذریعہ علاقے فتح کرتے ہیں اس طرح نظریات کے حامل لوگ [illegible] نظریات کے ذریعہ انسانوں کے ملک اپنے لئے بناتے ہیں اور انسان کو سرزمین کے طور پر دیکھتے اور ویسا ہی اس سے سلوک کرتے ہیں اور انسان کو سرزمین کے طور پر شمار کرنا تقویٰ کے بالکل منافی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کجی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے دنیا میں اکثر تباہیاں پیدا ہوئی ہیں۔ انبیاء کے رستے میں سب سے بڑی روک یہی رجحان ہے۔ جب انبیاء دعویٰ کرتے ہیں اور ایک سچائی کی طرف بلاتے ہیں تو مدمقابل جتنی قوتیں ہیں وہ اپنے پیروکاروں کو اپنی سرزمین کے طور پر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زمین، ہماری راجدھانی پر حملہ ہوگیا ہے۔ اور ان میں سے ایک بھی ٹوٹ کر خدا کے بھیجے ہوئے کی طرف جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی زمین ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی اُن کے اس طریقِ کار کو اسی اصطلاح میں بیان

فرما کر ان کو دکھا دیا کہ تم زمینوں کے طور پر دیکھتے ہو تو یاد رکھو کہ تمہاری زمینیں کم ہوں گی اور محمد مصطفیٰؐ کی زمینیں بڑھیں گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ روز بروز تمہاری زمین کم کرتا چلا جا رہا ہے۔ پس اگر زمینیں ہی ہیں تو تمہاری زمینیں تمہاری نہیں رہیں گی اور تمہارے ہاتھ سے نکلنے والی ہیں مگر یہ نہیں فرمایا کہ محمد مصطفیٰؐ اپنی زمین بڑھا رہے ہیں اس لئے کہ آپ ان کو اپنی زمین کے طور پر دیکھتے ہی نہیں تھے۔ آپ تو سچائی کو دیکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے قرب اور خدا تعالیٰ کی محبت کو دیکھتے تھے۔ آپ یہ چاہتے تھے کہ خدا کا قرب بڑھے۔ خدا کی محبت بڑھے۔ سچائی پھیلے۔ اخلاق اور اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں اور جو انسانوں کو زمین بنا لیتے ہیں اُن کو اخلاق کی پاک تبدیلیوں سے کوئی علاقہ نہیں رہتا۔ علاقے سے واسطہ ہوتا ہے اور خوبیوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس یہ ایک بہت ہی احتیاط کا مضمون ہے جس کا تبلیغی منصوبے سے گہرا تعلق ہے۔ اگر آپ نے اس کو صحیح نہ سمجھا اور تعداد بڑھانے کی خاطر آپ نے تبلیغیں کیں تو آپ کی تبلیغ بھی بے برکت ہو جائے گی اور خطرہ ہے کہ جماعت کا رُخ بدل جائے اور اس میں مولویانہ رنگ پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ اس وقت جماعت کا سب سے بڑا مسئلہ مولویوں کا یہی ٹیڑھا رجحان ہے یا پادریوں کا یہ ٹیڑھا رجحان ہے یا پنڈتوں کا یہ ٹیڑھا رجحان ہے۔ انہوں نے خدا کی مخلوق کو اپنی سرزمین بنا رکھا ہے اور یہ دیکھتے ہیں کہ یہ زمین کم نہ ہو جائے اور خدا کی سرزمین کم ہوتی ہے تو بد اخلاقی کی وجہ سے کم ہو رہی ہوتی ہے۔ پس جس زمین کے وہ مالک ہیں اُس کے اخلاق کی اُن کو کوئی پرواہ نہیں۔ وہ جتنے مرضی گرتے چلے جائیں خواہ انسان کے حیوان اور حیوان کے بھی بدترین حیوان بن جائیں نہ مُلّاں کو فکر ہے نہ پنڈت کو فکر ہے نہ پادری کو فکر ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میرے پیروکار اُتنے ہی رہیں یا بڑھ جائیں اب پاکستان میں دیکھ لیجئے کیا ہو رہا ہے۔ کثرت کے ساتھ مولوی بظاہر اسلامی جہاد میں مصروف ہے۔ ایک دوسرے کے فرقے کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہے سیاستدان کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہے جماعت احمدیہ کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہے اگر نہیں مصروف تو اسلامی تعلیم کے جہاد میں مصروف نہیں ہے وہ

اعلیٰ اخلاق جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ نے دنیا کو عطا کئے

جن کے بغیر اسلام کا ڈھانچہ ہی نہیں بنتا وہ اخلاق نہ صرف یہ کہ پاکستان سے ناپید ہو رہے ہیں بلکہ اس تیزی سے ناپید ہو رہے ہیں جیسے زمینیں بنجر اور شور بن رہی ہوں۔ ان کی طرف توجہ نہیں۔ زمین بڑھانے کی طرف توجہ ہے۔ پس وہ کیسے بدنصیب راہنما ہیں جن کی زمینیں تو بڑھیں لیکن بنجر اور شور زمینیں بڑھیں۔ جن میں کچھ بھی نہ اُگ سکے۔ کوئی روئیدگی پیدا نہ ہو ایسی بدبختی اور بدنصیبی حق کے دشمنوں کو تو زیب دیتی ہو گی حق داروں کو زیب نہیں دیتی مومن کو زیب نہیں دیتی اس لئے اپنے اعلیٰ مقصد کے طور پر ہمیشہ خدا اور خدا والوں کا مضمون پیش نظر رکھا کریں۔ دعوت الی اللہ ہے دعوت الی الاحمدیہ نہیں ہے دعوت الی الاسلام بھی نہیں ہے۔ دعوت الی اللہ ہے۔ اور اسی مضمون کا لقب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا فرمایا کہ تو تو اللہ کی طرف بلانے والا ہے۔ پس جب اللہ کی طرف بلانے والا ہے تو ہمیشہ یہ پیش نظر ہو کہ خدا کی زمین بڑھے اور اللہ کی زمین اُن اخلاق حسنہ کے پھیلانے سے بڑھتی ہے جو خدا والوں کے اخلاق ہوتے ہیں سچائی کے پھیلانے سے بڑھتی ہے پس آپکا مقصد خالصۃً اللہ کی طرف دعوت دینا ہے اور یہی مقصد پیش نظر رہنا چاہیئے۔ تعداد خود بخود اس کے اندر داخل ہوتی ہے۔ جب خدا والے خدا والوں کے اخلاق لے کر پھیلتے ہیں تو تعداد تو بڑھتی ہی بڑھتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک صفت بغیر موصوف کے موجود ہو۔ ان دو چیزوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جب خدا والی صفات بڑھیں گی تو وہ انسان بھی تو ہونے چاہئیں جو خدا والی صفات ساتھ لے کر بڑھتے ہیں۔ پس یہ دو باتیں یہاں ایک دوسرے کے ساتھ الجھ کر بظاہر ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتی ہیں لیکن نیت کا فرق جو ہے وہ بہت ہی ضروری ہے۔ جب آپ یہ نیت رکھیں گے کہ میں نے خدا والے لوگ پیدا کرنے ہیں تو آپ کی توجہ ہمیشہ صفات حسنہ کی طرف رہے گی۔ نیکیوں کی طرف رہے گی۔ اور نیک لوگ جو وہ صفات حسنہ لے کر پیدا ہوں گے ان کی ایک تعداد بھی ہو گی۔ پس تعداد سے نفرت پیش نظر نہیں ہے۔ خدا والوں کی تعداد جتنی بڑھے بہت ہی اچھا ہے۔ اور بغیر تعداد بڑھے۔ صرف خدائی صفات تو بڑھ ہی نہیں سکتیں سوائے اس کے کہ اندرونی طور پر تربیت کے ذریعہ بڑھیں لیکن میں تربیت کا مضمون نہیں بلکہ میں دعوت الی اللہ کا مضمون بیان کر رہا ہوں اس میں جو تربیت کا پہلو ہے وہ پیش نظر رہنا چاہیئے کہ جس کو آپ مسلمان بنائیں۔ جس کو احمدیت کی طرف بلائیں اس نیت سے بلائیں کہ اس کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو وہ پہلے سے بہتر انسان بنے اور اُس کے لئے پھر کوشش کرنی ہو گی۔

پس وہ دعوت الی اللہ کرنے والے جو دلائل کے ذریعہ مدمقابل کو مغلوب کر دیتے ہیں اور اگر اُس کی جماعت احمدیہ میں یا اسلام میں بھرتی کرا بھی لیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ میرا مقصد پورا ہو گیا وہ دھوکے میں ہیں۔ ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ لازماً دیکھنا ہو گا کہ جس کو میں احمدی مسلمان بنانے میں کامیاب ہوا ہوں اُس کے اندر پہلے کے مقابل پر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور آئندہ پاک تبدیلیوں کے رجحان کو جاری رکھنے کے سلسلہ میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ پس ہر داعی الی اللہ کو اگر وہ خدا کی خاطر دعوت دیتا ہے۔ دعوت میں کامیاب ہوتے ہی ضرور اس کا مربی بننا ہو گا۔ اس کے بغیر اس کی نیت کی صفائی اور پاکیزگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس جو لوگ بنا بنا کر پھینکے جاتے ہیں ان کا تعداد بڑھانے کا رجحان ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو لوگ بنا کر پھر اُن کی پرورش کرتے ہیں وہ خالصۃً اللہ کے لئے بناتے ہیں۔ وہ سچے داعی الی اللہ ہیں اب مائیں اگر بچے پیدا کر کے پھینکتی چلی جائیں تو اُن کو کون سنبھالے گا۔ ایک طرف سے وہ زندگی پا رہے ہوں گے۔ دوسری طرف سے موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہوں گے۔ پس ہر داعی الی اللہ کو اس کا مربی بننا ہو گا جس کو وہ دعوت دیتا ہے اور اس پہلو سے اس کے وقت پر بہت بڑے تقاضے ہوں گے۔ صرف تبلیغ کا تقاضا نہیں بلکہ تربیت کا تقاضا بھی اُس کے وقت پر قائم ہو گا۔

پس اس پہلو سے جب وہ منصوبہ بناتا ہے تو ان باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ بزرگ صحابہؓ جنہوں نے سو سو بیعتیں کروائیں یا ہزار ہزار بیعتیں کروائی ہیں اُن کے اندر نقش پیدا کرنے کی صلاحیتیں بہت تھیں اور یہ ایک فرضی بات نہیں ہے بلکہ میں اُن صحابہ کو، ان میں سے بہتوں کو ذاتی طور پر جانتا تھا اور اُن کے بنائے ہوئے احمدیوں سے اُن کی وفات کے بعد بھی بہت دیر تک ملتا رہا ہوں اور میں نے یہ بات مشاہدہ کی ہے کہ بعض داعی الی اللہ ایسے تھے جن کو پھل لگتا تھا لیکن پھل کے ساتھ وہ اپنی صلاحیت بھی اس پھل میں منتقل کیا کرتے تھے جیسے وہ روحانی وجود تھے ویسی روحانیت بھی اس پھل کو عطا کیا کرتے تھے۔ جیسے ان کی ذات میں شیرینی پائی جاتی تھی ویسے وہ شیرینی اس پھل کو بھی عطا کر دیا کرتے تھے۔ یہ تو طاقت نہیں تھی کہ جس کو احمدی بنائیں ہر وقت اس کی تربیت میں لگے رہیں لیکن میں نے اس مضمون پر غور کر کے جو اس کا حل معلوم کیا ہے وہ یہ تھا کہ وہ احمدی بنتے ہی اس وقت تھے جب ان کی نیکی کا اثر قبول کر چکے ہوتے تھے اور یہ صحیح احمدی بنانے کا اصل راز ہے۔ آپ کسی شخص میں اپنی نیکی کے اثرات، اپنی پاک صلاحیتوں کو سرایت کر دیں یہاں تک کہ نام کے لحاظ سے وہ جو چاہے رہے عملاً وہ آپ کے اندر جذب ہو رہا ہو اور آپ کی نیکیاں اختیار کر رہا ہو۔ ایسے شخص پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا تو صرف نام کا ہی فرق ہے میں تو بیچ میں سے آپ کا ہی ہوں اور بہت سے اچھے دعوت الی اللہ کرنے والے جب اپنے بنائے ہوئے احمدیوں کو لے کر آتے ہیں تو بسا اوقات میں یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایمان لانے سے پہلے ان کی تربیت ہو چکی ہوتی ہے اور

دراصل تربیت ہے جو ان کو اس فیصلے کی طاقت بخشتی ہے کہ میں اب وہاں کا نہیں رہا یہاں کا ہو چکا ہوں۔ پس اس رنگ میں آپ کو تبلیغ کرنی ہوگی کہ تربیت کے تقاضے بھی ساتھ ساتھ پورے ہوں اور اگر وہ پورے نہیں ہوئے تو جس طرح مرغی کو کچھ عرصے تک اپنے چوزوں کو اپنے پروں میں رکھنا پڑتا ہے، جیسے ماں کو کچھ عرصہ تک اپنے نوزائیدہ بچوں کے اوپر اپنی رحمت کا سایہ دراز رکھنا پڑتا ہے، ان کی ساری ضرورتیں پوری کرنی پڑتی ہیں۔ اس طرح آپ کو بھی نومبائعین کی کسی حد تک روحانی اور بعض جسمانی ضرورتیں بھی پوری کرنی ہوں گی۔ اور ان سب باتوں کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ بنائیں گے تو وہ حقیقی منصوبہ ہوگا لیکن اگر ان کو بھلا کر بنائیں تو آپ چاہیں ہزار کہیں چاہے، دس ہزار کہیں فرضی اور غیر حقیقی باتیں ہیں۔ پس تجربے کے ساتھ ساتھ آپ کے منصوبے کی اصلیت ظاہر ہونی شروع ہوگی لیکن بنانا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ نیت خالص ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیت کو پھل لگاتا ہے اور طاقتوں کو بھی بڑھا دیتا ہے۔ پس وہ شخص جس کی نیت خالص ہو اور پاک ہو آغاز میں اگر اُس کو کچھ پھل نہ بھی ملے لیکن وہ دعائیں کرتا رہے اور حکمت کے ساتھ جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں، تفصیلی طور پر تمام تبلیغی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آگے بڑھے گا تو اس سفر کے دوران اس کی اپنی اتنی تربیت ہوگی کہ ایک سال، دو سال، تین سال کے اندر اندر خدا کے فضل سے وہ بہت ہی باثمر درخت بن جائیگا اور جب وہ باثمر درخت بن جائے تو پھر خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اور کوئی نہیں، جو اُس پر ہاتھ ڈال سکے۔ اُس کو نئی جرأت عطا ہوتی ہے۔ انبیاء سے جو عصمت کا وعدہ ہے اس میں یہ عصمت بھی شامل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں ؎

اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر ✿ از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

تو یہی مضمون آپ نے بیان فرمایا ہے۔ میں تو وہ شاخ ہوں جس کو پھل لگنے شروع ہو گئے۔ کیسے ممکن ہے کہ باغبان تمہیں اجازت دے کہ تم مجھ پر بدنیتوں سے حملے کرو اور مجھے کاٹ کر خاک میں ملا دو۔ میں پھل دار شاخ ہوں جس کو ثمر لگتے ہیں تو دعوت الی اللہ کرنے والا جب آگے بڑھتا ہے تو اُس کو خدا تعالےٰ کی قربت کا احساس بھی پہلے سے بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے اور یہ روحانی جماعتوں کی تربیت کے لئے بہت ہی اہم بات ہے۔ دعوت الی اللہ غیر کو اپنی طرف بلانے کا نام نہیں ہے بلکہ غیر کے ساتھ خود بھی خدا کی طرف حرکت کا نام ہے اور جوں جوں آپ دعوت الی اللہ کے تقاضے پورے کرتے ہیں آپ کو روحانی تجربہ بتائے گا۔ اور اس میں ایک ذرہ بھی شک باقی نہیں رہے گا۔ کہ آپ خدا کو پہلے سے بڑھ کر اپنے قریب دیکھیں گے اور خدا کے قریب ہونے کا احساس ایک عجیب شان سے آپ پر جلوہ گر ہوگا۔ اور وہ شان آپ میں عاجزی پیدا کرے گی۔ تکبر پیدا نہیں کرے گی۔ ہاں متکبر دشمن کے مقابل پر آپ کو للکارنے کی یہ صلاحیت عطا ہوگی کہ ؎

اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اللہ تعالیٰ آپ ...

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات پڑھ کر دیکھیں

حیات قدسی مثلاً ایک کتاب ہے جسکو میں سمجھتا ہوں جماعت میں عام کرنا چاہیئے کیونکہ دعوت الی اللہ کے دور میں ایک کامیاب داعی الی اللہ جیسا کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تھے اُن کے حالات کا پڑھنا بہت ہی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس میں آپ یہ راز پا جائیں گے کہ آپ کو قرب الٰہی کے جو غیر معمولی نشانات عطا ہوئے ان میں سے اکثر کا تعلق دعوت الی اللہ سے ہے اور دعوت الی اللہ کو چونکہ آپ نے حرز جان بنا لیا تھا، اپنا مقصود بنا لیا تھا کسی بیمار کے سرہانے بیٹھ کر بھی دعائیں کرتے تھے تو یہ دعائیں کرتے تھے کہ اے اللہ! مسیح موعودؑ کی صداقت کا معاملہ ہے ان لوگوں پر میں تیرے مسیح موعود کی صداقت روشن کرنی چاہتا ہوں۔ اپنی صداقت نہیں ظاہر کرنا چاہتا میری ولایت مانیں نہ مانیں مگر مسیح موعود کی ولایت ان پر ثابت ہو جائے چونکہ نیت دعوت الی اللہ کی ہوتی تھی اس لئے مُردے بھی اُٹھتے تھے خدا کے فضل سے ایسے بیمار شفایاب ہو جاتے تھے جن کے متعلق صحت کی بظاہر کوئی امید باقی نہیں رہتی تھی اور اس کے علاوہ بھی کثرت سے معجزے آپ کی ذات سے ظاہر ہوئے لیکن ان پر آپ غور کر کے دیکھ لیں۔ آپ کو اُن معجزوں کی تہہ میں دعوت الی اللہ کی سچی روح دکھائی دے گی۔ پس آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں دعوت الی اللہ زندہ نہیں ہوئی۔ دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپ کی قوت قدسیہ زندہ ہوئی ہے۔ آپ نے دعوت کو زندہ نہیں کیا دعوت نے آپ کو زندہ کیا اور آپ میں سے ہر ایک کو دعوت الی اللہ زندہ کر سکتی ہے۔ ہر شخص اگر دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھ کر اس کے حق ادا کریگا تو ہر شخص ولی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دعوت غیروں کو ہی خدا کے قریب نہیں کرے گی بلکہ آپ کو خدا کے قریب تر کرتی چلی جائیگی اور جماعت میں کثرت کے ساتھ اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ جن کی خاطر خدا عظیم نشان دکھائے گا اور دنیا میں ہر جگہ وہ یہ نشان دکھا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے مجھے ایسی اطلاعات ملتی ہیں کہ کوئی عام احمدی جس کو نہ زیادہ علم ہے نہ کبھی وہ نیکیوں میں شمار ہوا۔ سادہ سا عام آدمی ہے لیکن دعوت الی اللہ کی برکت سے وہ خدا کے قریب ہونے لگا اور اس کی باتوں میں اعجاز پیدا ہو گیا۔ اس کے دعاوی کو خدا تعالےٰ نے قبول فرمایا اور اس کی تائید میں آسمانی ہوائیں چلائیں۔ پس آپ دعوت الی اللہ کے لئے تیار ہوں۔ اٹھ کھڑے ہوں۔ منصوبے حقیقی بنائیں۔ اُن سے دعوت کے راز سیکھیں جنہوں نے کامیاب دعوتیں کی ہوئی ہیں۔ ابراہیمی صفات اختیار کریں جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں اور وہ راز سیکھیں جو خدا تعالیٰ نے خود آپ کو بتلائے تھے پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کامیاب دعوت الی اللہ کرنے والے صحابہ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں ان کا مطالعہ کریں اور جماعتوں کو چاہیئے کہ ایسے واقعات کو کثرت کے ساتھ اپنے اخبارات میں شائع کریں یا چھوٹے چھوٹے مضامین کی صورت میں لوگوں تک پہنچائیں آج جو دعوت الی اللہ کے تجربے ہو رہے ہیں ان کو کثرت کے ساتھ احباب جماعت کے سامنے لانا بھی تمام ملکوں کی جماعتوں کا فرض ہے اپنے اپنے ملک کی سطح پر بھی ایسا کریں۔ اور جو غیر معمولی اثر کرنے والے واقعات ہیں آنکھیں کھولنے والے واقعات ہیں ان کو دوسرے ممالک میں بھی بھجوائیں۔ اُن کے رسالوں میں بھی شائع ہوں ایک ماحول پیدا ہوگا ایک فضاء بنے گی ایک موسم ظاہر ہوگا۔ اور یہ موسم دعوت الی اللہ کے پھلوں کا موسم بن جائے گا پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور اس رمضان مبارک کی دعاؤں میں خاص طور پر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو کامیاب داعی الی اللہ بنائے اور دوسروں کو خدا کی طرف بلانے کی برکت سے آپ بھی بڑی قوت کیساتھ خدا کی طرف کھنچے جائیں اور خدا کے ہو جائیں اور یہی سب سے بڑا پھل اور سب سے بڑی جزا ہے جو دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپ کو عطا ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں اُس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت حقیقی طور پر کب کہلا سکتی ہے

"حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں حق اللہ اور حق العباد کو فراخدلی سے پورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعت دین کیلئے ان میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے۔ اپنی خواہشات اور ارادوں، آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۶)

پورٹ بلیئر (انڈیمان) میں جماعت احمدیہ کی

پہلی عظیم الشان سالانہ کانفرنس

رپورٹ: مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ و مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ پورٹ بلیئر (انڈیمان)

جزائر انڈیمان کا تعارف

انڈیمان قریباً ۲۰۰ جزائر کا ایک مجموعہ ہے۔ نہایت خوبصورت مناظر پر مشتمل حسین گلشن زار خطۂ زمین خلیج بنگال میں کلکتہ سے ۷۵۰ اور مدراس سے ۸۰۰ سمندری میل دوری پر واقع ہے۔ ان جزائر کا صدر مقام پورٹ بلیئر ہے جہاں تمام سرکاری دفاتر واقع ہیں۔ یہ علاقہ براہ راست مرکزی حکومت ہند کے ماتحت لفٹننٹ گورنر کی زیر نگرانی ہے۔

ان جزائر کے مجموعہ میں صرف ۳۰ کے قریب ہی جزائر آباد ہیں۔ ان جزائر کے ساتھ ملک کے دیگر حصوں سے صرف بحری اور ہوائی راستوں سے ہی ربط رکھا جا سکتا ہے۔

یہ جزائر مختلف مذاہب و اقوام اور زبانوں کا حسین گلشن ہیں۔ تاہم عام طور پر ہندی اور اُردو ہی بولی جاتی ہے۔ تامل۔ ملایالم۔ تیلگو پنجابی اور بنگالی بھی لوگ بولتے ہیں۔ یہاں کا موسم گرم مرطوب ہے اور سال میں ۹ ماہ بارش رہتی ہے۔

انڈیمان میں احمدیت

یہ بھی خدا تعالےٰ کی ایک عظیم قدرت ہے کہ اس نے اپنے وعدہ کے مطابق کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اس دور افتادہ علاقہ میں بھی جہاں چاروں طرف زمین کے کنارے ہی کنارے نظر آتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پہنچائی اور ایک مستعد اور پُرجوش مخلص جماعت کی بنیاد ڈالی۔

تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد کی جانے والی عظیم شخصیت کیپٹن ڈگلس اس علاقہ میں چیف کمشنر مقرر ہو کر گئے تو انہوں نے ۱۹۱۵ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ گورنمنٹ سکول پورٹ بلیئر میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرنے کے لئے کسی مخلص احمدی کو بھجوائیں۔ چنانچہ حضور اقدسؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نو مسلم صحابی حضرت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ کو انڈیمان کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ نے پورٹ بلیئر میں آکر سکول کا چارج لیا۔ یہاں سے تبلیغی سلسلہ کا آغاز ہوا۔

چند ہفتوں میں ہی اللہ تعالےٰ نے سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس وقت سے جماعت بڑھتی رہی ۱۹۳۵ء میں جماعت نے اپنی ایک مسجد بھی جو لکڑی کی ہے تعمیر کی۔

بعد میں حالات کی ناسازگاری اور کئی قسم کی روکاوٹوں کی وجہ سے تبلیغی سلسلہ میں رکاوٹ پیدا ہوئی۔ اور مرکز احمدیت کے ساتھ باقاعدہ رابطہ نہیں رہا۔

۱۹۶۲ء کے اواخر میں چند مہینوں کے لئے مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب سابق مبلغ انچارج کیرالہ یہاں تشریف لائے۔ آپ کی تبلیغی مساعی سے چند افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد مولانا محمد عمر صاحب، مکرم مولوی عبد السلام صاحب، مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر اور مکرم مولوی منیر الحق صاحب بنگالی کو مقرر کیا گیا۔ آج کل خاکسار یہاں خدمت کر رہا ہے۔

انڈیمان جماعت کی پہلی سالانہ کانفرنس مورخہ ۱۱، ۱۲ مئی کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے لئے تین چار ماہ قبل سے تیاری چل رہی تھی۔ وال پوسٹرز۔ ہینڈ بلز۔ دعوتی کارڈ کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر گرد و نواح میں تشہیر کی گئی۔ اخبارات اور ریڈیو سے لاکھوں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا کانفرنس سے قبل ہی آٹھ اخبارات نے جلسہ کی خبر کو شائع کیا۔ اور ریڈیو نے دو مرتبہ اس خبر کو نشر کیا۔ (الحمد للہ)۔

مکرم الحاج احمد توفیق صاحب چوہدری بذریعہ بحری جہاز، مکرم مولانا محمد عمر صاحب، مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب، محترم سید فضل احمد صاحب پٹنہ سے مورخہ ۹/۵/۹۲ تک بذریعہ ہوائی جہاز پورٹ بلیئر تشریف لائے۔ احباب جماعت نے جیٹی اور ایئر پورٹ پہنچ کر اپنے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔

مورخہ ۹/۵/۹۲ کو انڈیمان کی پہلی پریس کانفرنس کیرلہ سماجم میں ٹھیک تین تا پانچ بجے منعقد ہوئی۔ انڈیمان میں کل دس اخبارات نکلتے ہیں۔ اُن میں سے آٹھ نمائندگان نے ہماری پریس کانفرنس میں شرکت کی۔ اکثر اخبارات کے ایڈیٹرز کانفرنس میں شامل ہوئے۔ محترم ٹی پی محمد طاہر صاحب کی تلاوت قرآن اور ترجمہ کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ بعدہٗ مکرم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ بہار نے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کروایا اور کانفرنس کی غرض وغایت بیان کی۔ اور اخباری نمائندگان کو جماعت کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز دیا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک محترم سید فضل احمد صاحب اور محترم جناب الحاج احمد توفیق صاحب چوہدری نے نمائندگان کے سوالوں کے جواب دیئے۔ تمام نمائندگان کو جماعت کی طرف سے لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ تمام اخبارات نے جماعت کے بارہ میں بہت اچھی خبریں شائع کیں۔

مورخہ ۱۱/۵/۹۲ کو ٹھیک ساڑھے چار بجے انڈیمان کی پہلی سالانہ کانفرنس کے پہلے دن کی کارروائی کا آغاز زیر صدارت محترم جناب سید فضل احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ بہار ہوا۔ خاکسار تنویر احمد خادم نے تلاوت قرآن مجید اور اس کا ہندی ترجمہ پیش کیا۔ محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے جلسہ کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ بعدہٗ خاکسار نے تمام مہمانوں کا تعارف کروایا۔ اور خوش آمدید کہا۔

اجلاس میں پہلی تقریر مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے بعنوان "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کی۔

دوسری تقریر جناب ستیہ کما رنند جی انچارج راما کرشنا مشن کی "سیرت حضرت کرشن جی" کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مولانا عمر صاحب کی تقریر سُن کر میرا دل پگھل گیا ہے کہ محمد صاحب نے کس طرح دنیا میں امن قائم کرنے کی تعلیم پیش کی۔ میں اس کے بعد کچھ اور نہیں کہنا چاہتا بس میں اس عظیم جلسہ پر جماعت احمدیہ کے افراد کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ آندھرا پردیش نے بعنوان "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر کی۔

اس اجلاس کی چوتھی تقریر فادر فلپ سابق پرنسپل (جو بارہ ڈانگ سے تشریف لائے تھے) نے سیرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر کی۔ اور جماعت احمدیہ پورٹ بلیئر کو مبارک باد پیش کی۔ ازاں بعد سردار سادھو سنگھ جی صدر گوردوارہ ڈاکٹر دلیادہ سنگھ جی نے سیرت بابا نانک ؒ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ گوربانی میں آیا ہے۔

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اِک نور تے سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے

کہ سب لوگ ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں اس میں کوئی بُرا کوئی اچھا نہیں (یعنی چھوٹا بڑا نہیں) آج اس کی مثال جماعت احمدیہ نے پیش فرمائی ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں کو ایک اسٹیج پر بٹھا کر ان کی تعلیمات ایک ہی اسٹیج سے بیان کی جا رہی ہیں۔ اور سب کی عزت کو قائم کیا ہے۔ اس پر جس قدر مبارک باد جماعت احمدیہ کو دی جائے کم ہے۔

اجلاس کی سب سے آخری تقریر محترم الحاج احمد توفیق صاحب چوہدری بنگلہ دیش نے فرمائی آپ نے ویدوں اور ہندو مذہب کی دیگر مقدس کتب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیان فرمائی جسے بہت پسند کیا گیا۔

صدر جلسہ نے اپنے خطاب میں بیان فرمایا کہ اسلام لفظ کا مطلب ہی امن اور شانتی ہے۔ اور وہ لوگ جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں کہ اسلام لڑائی اور جھگڑے کا مذہب ہے وہ نہیں اسلام کا کچھ بھی علم نہیں ان کے اندر صرف تعصب ہے۔ جماعت احمدیہ کو جو سلوگن دیا گیا ہے کہ "LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE" جماعت اسی کو لے کر دنیا میں انشاء اللہ پھیلے گی۔ اور پھیل رہی ہے۔ آپ نے بڑے زور سے فرمایا کہ اگر کسی کو خواہ وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اسلام اور احمدیت پر کوئی

اعتراض ہو تو وہ مجھ سے ملے میں انشاء اللہ اُس کے سوالوں کا جواب دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے روز بھی ٹھیک ۴ بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت محترم الحاج احمد توفیق صاحب چوہدری شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ محترم صدر صاحب نے جلسہ کی غرض وغائیت بیان فرمائی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار تنویر احمد خادم مبلغ پورٹ بلیئر نے "سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر کی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر محترم ٹی پی محمد طاہر صاحب سابق صدر جماعت پورٹ بلیئر نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر کی۔

تیسری تقریر مکرم ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ آندھرا پردیش نے بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق" فرمائی۔ بعد ازاں ایک غیر احمدی نوجوان نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔

چوتھی تقریر مکرم سید فضل احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ بہار نے "اسلام اور امن عالم" کے موضوع پر کی۔ جسے آل انڈیا ریڈیو والوں نے ریکارڈ کیا اور نشر کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

اجلاس کی آخری تقریر محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرالہ نے بعنوان "جماعت احمدیہ کے بارہ میں پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ" کی۔ آپ نے جماعت پر لگائے جانے والے الزامات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے جماعت احمدیہ کے عقائد کا ذکر کیا۔

آخر پر صدر جلسہ نے فرمایا کہ آج احمدیت سے ہٹ کر کوئی چارہ نہیں۔ ہم یہ محبت کا پیغام آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔

اجلاس کے آخر میں خاکسار تنویر احمد خادم نے تمام احباب کا خاص طور پر محکمہ پولیس، محکمہ بجلی اور حکام بالا کا جنہوں نے ہر طرح تعاون کیا کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

یہ جلسہ ترنگا پارک میں منعقد کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے خوب سجایا گیا۔ دونوں دن سینکڑوں لوگوں نے جلسہ کی کارروائی کو سنا۔

انڈیمان نیکو بار کے چیف سیکرٹری جناب پی پی چوہان صاحب نے اس کانفرنس کا افتتاح کرنا تھا۔ موصوف کو اچانک کسی کام سے دہلی جانا پڑ گیا۔ چنانچہ آپ نے ایک خط مکرم صدر صاحب پورٹ بلیئر کے نام لکھ کر معذرت کی اور کانفرنس کی کامیابی کی دعا کے ساتھ ساتھ کانفرنس کے انعقاد پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی۔

انڈیمان نیکو بار کے قریباً تمام اخبارات (انگلش۔ ہندی۔ تامل ملیالم اور بنگالی) نے جلسہ کے بارہ میں خبریں شائع کیں۔ بعض اخبارات نے پہلے صفحہ پر اس خبر کو شائع کیا۔ اسی طرح سے ریڈیو پر بھی جلسہ سے قبل دو مرتبہ اور جلسہ کے بعد ایک مرتبہ کانفرنس کی خبر نشر کی گئی۔

کانفرنس کے دونوں دن جلسہ گاہ کے ایک طرف بک اسٹال کا انتظام کیا گیا تھا جس میں ملیالم۔ تامل۔ ہندی۔ بنگلہ اُردو۔ انگلش لٹریچر رکھا گیا تھا۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ انڈیمان میں -/۷۰۰ روپے سے زائد کی کتب فروخت ہوئیں۔

تائید الٰہی جلسہ سے قبل کئی روز سے موسلادھار بارش ہو رہی تھی اور ہمارے احمدی احباب بہت پریشان تھے دعائیں بھی ہو رہی تھیں۔ کیونکہ ہمارا جلسہ کھلے میدان میں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ۱۱ ر ۱۲ مئی کو بارش بالکل رک گئی اور موسم صاف ہو گیا۔ ۱۲ر کی رات سے پھر بارش پڑنی شروع ہو گئی۔

آئی جی پولیس اور گورنر انڈیمان سے ملاقات

انڈیمان نیکو بار کے آئی جی پولیس جناب S. H. G. N. V. کو جب معلوم ہوا کہ محترم سید فضل احمد صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ ملاقات کے لئے آپ کی قیام گاہ ہوٹل ـــــ میں تشریف لائے۔ محترم سید صاحب نے موصوف کو احمدیت کا پیغام دیا اور اسلامی لٹریچر پیش کیا۔

محترم سید فضل احمد صاحب کی خواہش پر مکرم صدر صاحب پورٹ بلیئر نے گورنر صاحب انڈیمان نیکوبار سے ملاقات کا وقت لیا۔ گورنر صاحب نے شام کی چائے پر مدعو کیا۔ چنانچہ ملاقات کے لئے مکرم سید فضل احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب اور خاکسار تنویر احمد خادم گورنر صاحب کے گھر "راج نواس" پر گئے۔ محترم سید فضل احمد صاحب نے جماعت کا تعارف کروایا اور اسلامی لٹریچر موصوف کی خدمت میں پیش کیا۔ جو موصوف نے کھڑے ہو کر قبول کیا۔ اسی طرح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی جلسہ سالانہ قادیان کی ۲۸ر دسمبر کی تقریر کی کیسٹ بھی موصوف کی خدمت میں پیش کی۔

جلسہ کا پروگرام سُن کر بعض غیر احمدی و غیر مسلم دوست احمدیہ مشن معزز مہمانوں سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے بعض اخباروں کے ایڈیٹر بھی تشریف لائے اور تبادلہ خیالات کیا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ آئندہ جماعت کی طرف سے جو بھی مضمون دیا جائے گا اُس کو اہم شائع کریں گے۔

اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں جماعت کے تمام افراد نے دن رات محنت کی جزیرہ نکل انڈیمان کے احمدی دوست بھی کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضلوں سے نوازے اور کانفرنس کے بہترین نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔

اعلانات نکاح و تقریبات شادی

(۱) :۔ مورخہ ۵/۲/۹۲ کو مکرم امام حسین صاحب مرحوم آف شموگہ کی بڑی بیٹی مکرمہ بی بی عصمت صاحبہ کا نکاح مکرم محمد اکبر صاحب ابن مکرم محمد ناصر صاحب حکیم آف بلاری کے ساتھ مبلغ -/۶۰۰۰ (چھ ہزار) روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ بعدہٗ تین بجے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ مکرم محمد اکبر صاحب آف بلاری نے مورخہ ۵/۹۲ ۱۲ کو بلاری میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ جس میں کثیر تعداد میں غیر از جماعت نے بھی شرکت کی۔

(۲) :۔ مورخہ ۵/۹۲ ۱۲ کو مکرم امام حسین صاحب مرحوم کے بڑے بیٹے مکرم ابرار حسین صاحب آف شیموگہ کا نکاح مکرم محمد ناصر صاحب حکیم آف بلاری کی دوسری بیٹی مکرمہ امتہ الباری صاحبہ کے ساتھ مبلغ -/۶۰۰۰ (چھ ہزار) روپے حق مہر پر خاکسار نے پڑھا۔ چار بجے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ ہر دو رشتوں کو دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور مثمر بہ ثمرات حسنہ سے نوازے۔ اس خوشی میں مکرم ابرار حسین صاحب آف شیموگہ نے اعانت بدر میں مبلغ -/۲۵ روپے ادا کئے ہیں۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ)

(۳) :۔ مورخہ ۷ر مئی ۹۲ء کو خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مشتاق ابن مکرم گلزار احمد صاحب ساکن چارکوٹ کا نکاح مکرمہ زاہدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام نبی صاحب بھٹی ساکن لوئر کوٹ کے ساتھ گیارہ ہزار پانچ سو روپے حق مہر پر مکرم محمد شفیع صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ نے پڑھا۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر -/۱۰ روپے)

(نصیر احمد بھٹی چارکوٹ۔ راجوری)

(۴) :۔ میری نواسی عزیزہ نصرت مبشرہ بنت مکرم شمیم الصالحہ صاحب آف کلکتہ کا نکاح عزیز سید برکات احمد صاحب ابن مکرم محمد سلیمان صاحب مرحوم آف مونگھیر کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے ۲/۹۲ ۲۲ کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (صدیقہ بیگم اہلیہ محترم شریف احمد صاحب ایمنی مرحوم قادیان)

دعائے مغفرت

میری خالہ مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ مورخہ ۲۹/۴/۹۲ کو کوڈالی کیرلہ میں وفات پا گئیں ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے اپنے سوگواروں میں ایک لڑکی اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ (رفیق احمد الاباری قادیان)

درخواست دعا

مکرم عارف احمد صاحب صفیل شاد گواسنہ مبلغ -/۲۵ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنی اپنے اہل و عیال اور والدہ و بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔ نیز اپنے کاروبار میں برکت و ترقی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(بشارت احمد حیدر قادیان)

شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

شِوراتری اور آل ریلیجس کانفرنس کے موقعہ پر احمدی مقررین کی تقاریر

۲؍مارچ شِوراتری کے موقعہ پر پرجاپیتا برہم کماری (سالٹ لیک شاخ) والوں نے خاکسار اور محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ کو اپنے شِوراتری کے مخصوص سالانہ پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ کم و بیش ایک ہزار نفوس کا مجمع تھا۔ شِوراتری کی مخصوص تقریب یعنی دیپکوں کو روشن کرنے کے بعد بھجن اور تقاریر کا پروگرام شروع ہوا۔ خاکسار نے وید، گیتا اور اُپنشد وغیرہ سے ایسے اشلوک پیش کئے جو قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔ نیز قرآنی آیات کی روشنی میں بتایا کہ اسلام نے تمام آسمانی کتابوں اور تمام انبیاء و رُسل اور رشی مُنی اوتاروں کو ماننے کا حکم دیا ہے۔ قرآنِ مجید نے جہاں دیگر مذاہب اور ان کے بانیان کی صداقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور ان پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے وہاں اس حقیقت کو بھی آشکار کیا ہے کہ دیگر مذاہب مخصوص اقوام اور زمانوں تک محدود تھے جبکہ قرآنِ مجید قیامت تک کے لئے ساری دُنیا کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دیگر مقدس کتب کے مقابل پر قرآن مجید کی نہ صرف ظاہری حفاظت کا ذمہ لیا ہے بلکہ اس کی معنوی حفاظت کے لئے ہر زمانہ میں مجددین اور مُلہم کا سلسلہ جاری فرمایا اور اس زمانہ میں تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق عین ضرورت کے وقت موعود اقوام عالم کو مبعوث فرمایا جس کی ساری دُنیا کو انتظار تھی اور اس موعود اقوام عالم کو ہمارے اِس بھارت دیش میں مبعوث فرمایا جو تمام مذاہب کا گہوارہ ہے۔

دوسری تقریر محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ کی تھی۔ آپ نے اپنے خطاب میں اسلام کی عظیم الشان خصوصیات اور فضائل کو بیان کیا۔ مثلاً توحیدِ حقیقی کا قیام۔ تمام مذاہب کی مقدس کتب۔ انبیاءٗ اور رشی منی اوتاروں پر ایمان کے نتیجہ میں اتحاد بین المذاہب۔ عالمگیر اخوت جس میں اُونچ نیچ کا کوئی امتیاز نہ ہو اور اسلامی رواداری۔ تمام مذاہب کے انبیاء و رُسل اور اوتاروں کی عزت و تکریم وغیرہ مسائل کو بڑے ہی دلنشین انداز میں پیش کیا۔ سامعین بار بار تالیاں بجا بجا کر تقاریر سے اپنی پسندیدگی کا اظہار کر رہے تھے۔ دورانِ تقریر سامعین کی طرف سے سوالات بھی کئے گئے، جن کا خاکسار نے تسلّی بخش جواب دیا۔ ہمارا وقت ختم ہونے پر سامعین نے یک زبان تقریر جاری رکھنے پر اصرار کیا۔ بعدہٗ صدرِ اجلاس جسٹس بھگبتی پرساد بینرجی نے اختصار کے ساتھ مگر بہت مؤثر انداز میں جماعتِ احمدیہ کی پُر امن رواداری کی تعلیمات کی تعریف کے ساتھ شکریہ ادا کیا۔

شِوراتری کی اسی تقریب میں شری چیتن بھگبت سماج کے بھی بعض سرکردہ افراد بھی مدعو تھے۔ چنانچہ مورخہ ۱۲؍مارچ کو سالٹ لیک کے ایک دوسرے مقام پر انہوں نے ایک آل ریلیجس کانفرنس کا انعقاد کر کے ہمیں شرکت کی دعوت دی۔ برلبِ سڑک ایک وسیع و عریض پنڈال میں دُو صد سے زائد اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ جمع تھا۔ مختلف مذاہب کے نمائندگان مدعو تھے۔ کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک جج جسٹس بھگبتی پرساد بینرجی کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ گُل پوشی کے بعد سب سے پہلے شری چیتن سماج کے صدر نے جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے جماعت احمدیہ کی رواداری اور پُر امن تعلیمات کی تعریف کی اور موصوف نے ہمیں انہی عناوین پر تقاریر کرنے کی درخواست کی جو ہم نے پرجاپیتا برہم کماری کے شِوراتری پروگرام میں کی تھیں۔ الحمد للّٰہ۔

باوجود وقت کی تنگی کے کیونکہ مقررین کی تعداد زیادہ تھی، ہم دونوں کی تقاریر بہت پسند کی گئیں۔ اور تقاریر کے بعد بڑے اشتیاق اور خلوص سے ہمارا لٹریچر حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر دو مقامات پر تقاریر کو ثمر آور بنائے۔ اور سعید روحوں کو قبولِ حق کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

(سلطان احمد ظفر مبلّغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ)

کلکتہ بُک فیئر میں جماعت احمدیہ کلکتہ کا بُک اسٹال

امسال بھی کلکتہ بُک فیئر ۲۹؍جنوری تا ۹؍فروری ۹۲ء منعقد ہُوا۔ جماعت احمدیہ نے اپنی روایت کے مطابق اس میں شرکت کر کے بیشمار حق پسند بھٹکی ہوئی روحوں کی رُوحانی تشنگی دُور کی۔ دراصل کلکتہ میں بُک فیئر بھی ایک تیوہار کی حیثیت اختیار کر گیا ہے جس کا انعقاد گزشتہ ۱۷ سال سے ہو رہا ہے۔ چونکہ احمدیہ مسلم انٹرنیشنل، فیئر والوں کی لِسٹ میں (PREVELAGE PARTY) خاص پارٹی ہے اس لئے وہ ہمیں بڑے اہتمام سے اور تاکید سے دعوت دیتے ہیں۔

حسبِ پروگرام ۲۹؍جنوری ۹۲ء کو ہم اپنے ۴۰۰ اسکوائر فٹ کے پنڈال میں خوب اچھی اچھی اور نئی کتابوں کا ذخیرہ لے کر پہنچ گئے۔ اس سال بُک اسٹال میں منجملہ اور کتابوں کے فرنچ۔ ترکی۔ فارسی۔ انگریزی۔ روسی۔ ملیالم۔ آسامی۔ پنجابی۔ ہندی۔ اُردو اور بنگلہ قرآن مجید کا کافی اچھا ذخیرہ تھا۔ اور خوش قسمتی سے اس کے کافی خریدار بھی آئے۔

ہمارے علاوہ اور دوسرے اسٹالز میں بھی ترجمان القرآن اور تفہیم القرآن کا کافی اچھا اسٹاک تھا۔ گاہکوں نے باصرار ہمارے ترجمہ قرآن کا مطالبہ کیا۔ کتابی میلہ میں دوسروں کا مقصد صرف اپنی کتابیں بیچنا اور روپیہ کمانا ہوتا ہے جبکہ ہم اپنے اسٹال کو ایسے سجاتے ہیں کہ ہمارا تعارف بھی ہو اور ہم سے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیاں بھی دُور ہوں۔ تبلیغ بھی ہو۔ یہاں تو ؏

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

اس طرح تبلیغ کرنے کا خوب موقعہ ملتا ہے۔ گویا ان دنوں تخم ریزی ہوتی ہے۔ اس سال فیئر کو مجلس انصار اللہ نے اپنا تبلیغی کیمپ بھی بنایا ہُوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس چھوٹی اور معمولی کوشش کا ثمرہ چار نوجوانوں کی بیعت کی شکل میں عطا کیا۔ الحمد للّٰہ۔ یہ چاروں نوجوان بُک فیئر کے ایام میں برابر ہمارے اسٹال پر آکر متعدد سوالات کرتے رہے اور پھر مسجد میں آکر بیعت کر گئے۔

؏ "جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار"

چونکہ یہ میلہ ہر روز دو بجے سے رات ۹ بجے تک چلتا رہتا تھا۔ اس لئے ان دنوں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کئی حضرات و خواتین کو اپنا ہرکارہ بنا کر من و سلوا بھیجتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔ اس میلے کے دوران ہم دوستوں اور حق پسندوں کی فہرست اور پتے بھی نوٹ کرتے ہیں۔ چنانچہ ان سے خط و کتابت اور قلمی تبلیغ کا سلسلہ بھی چلتا ہے۔

اِمسال ریاست کے وزیرِ اعلیٰ شری جیوتی باسو نے بھی ہمارے اسٹال میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ روزنامہ بنگلہ اخبار "آجکل" کی دین تھی۔ ان کی خدمت میں سلسلہ کا کچھ لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی کو مزید بار آور فرمائے اور سلسلہ کی خدمت کی سعادت بخشتا رہے۔

(محمد فیروز الدین انور سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ)

بمبئی بُک فیئر میں احمدیہ انٹرنیشنل بُک اسٹال

بمبئی میں عرصہ نو سال سے بُک فیئر لگ رہا ہے۔ جماعت احمدیہ بمبئی نے مرکز کے تعاون سے پہلی مرتبہ اس میں حصہ لیا۔ پورے بُک فیئر میں صرف جماعت احمدیہ کا اسٹال ہی اسلام کی کُلی نمائندگی کر رہا تھا۔ جسے ہر لحاظ سے دیدہ زیب اور خوبصورت بنایا گیا۔ اسٹال کے باہر ایک بورڈ پر لکھا تھا، اِس اسٹال میں دُنیا کی ۱۰۲ زبانوں کا لٹریچر موجود ہے۔ یہ بات ہر گزرنے والے کے لئے بڑی حیران کن تھی۔ لوگ ایک سو دو زبانوں کا لٹریچر دیکھنے کے لئے فوراً اسٹال میں چلے آتے۔ اسٹال کو دُو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ایک حصہ میں صرف نمائش کی کتب رکھی گئی تھیں۔ جن میں ۴۲ زبانوں کا مکمل قرآن کریم اور ۱۰۲ زبانوں میں منتخبہ آیات۔ احادیث اور اقتباسات کے تراجم۔ اس کے علاوہ جو غیر زبانوں میں لٹریچر شائع ہُوا وہ بھی رکھا گیا تھا۔ قرآن کریم کا اتنی زبانوں میں ترجمہ دیکھ کر لوگ بہت حیران ہوتے۔ اور مسلمان خاص طور پر بڑی خوشی کا اظہار کرتے اور جماعت کے کام کی تعریف کرتے تھے۔ اسٹال کے دوسرے حصہ میں فروخت کرنے والی کتب رکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے اسٹال پر ہندوستان کی تمام زبانوں کا لٹریچر موجود تھا۔

ایک میز پر جماعت کی طرف سے شائع شدہ سووینئرز کی اور ایک کاپی رکھی گئی تھی۔ جسے تمام زائرین دیکھتے۔ شروع دن سے ہی ہمارے اسٹال پر کافی رونق رہی۔ لیکن ۲۵؍مارچ کے بعد اس میں بہت اضافہ ہُوا۔ کیونکہ ہمارے اسٹال کی خبر اخبارات میں شائع ہو گئی تھی۔ اور پھر اُسی دن گورنر صاحب نے مراٹھی گجراتی قرآن کا اجراء بھی فرمایا تھا۔ جس کو اُسی دن لوگوں نے T.V. پر دیکھا۔

دس دن کے اس بُک فیئر کے دوران مبلغ بارہ ہزار آٹھ سو روپے کی کتب فروخت ہوئیں اور چار ہزار کی تعداد میں فولڈر اور کتب مفت تقسیم کی گئیں۔ اسٹال پر مختلف اخبارات کے نمائندے ایڈیٹر صاحبان اور معتدد ہستیاں آئیں اور جماعت کے کام کی بڑی تعریف کی۔ مورخہ ۵؍مارچ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی بُک اسٹال کو دیکھا۔ اسی موقعہ پر ٹائمس آف انڈیا کے ایک سینئر رپورٹر بھی تھے جنہوں نے بعد میں مراٹھی قرآن کے بارہ میں ایک مضمون ٹائمس آف انڈیا میں شائع کیا۔ اخبار جنم بھومی، لوک ستا جنت نے فوٹو کے ساتھ ایک بڑی تفصیلی رپورٹ ہمارے اسٹال کے بارے میں شائع کی۔ اسی طرح مورخہ ۱۱؍مارچ کو رات آٹھ بجے ٹی۔ وی پر بھی ہمارے اسٹال کو دُو مرتبہ دکھایا گیا۔

اسٹال سے کتابیں لے جانے والوں کے خوشی بخش خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ چند دن قبل ایک ہندو ڈاکٹر رمیش کے شو داسی پونا سے ہمارا اسٹال دیکھنے آئے اور واپس چلے گئے۔ مورخہ ۸؍مارچ کو دوبارہ واپس آئے اور کہنے لگے کہ میں جب سے آپ کا اسٹال دیکھ کر گیا ہوں اُس دن سے میں سو نہیں سکا ہوں۔ ایک غیبی آواز بار بار آتی ہے کہ جاؤ اور انگریزی قرآن خرید کرو۔ اس لئے میں نے سوچا کہ کل بُک فیئر ختم ہو جائے گا۔ میں آج ہی آگیا ہوں۔ خدا تعالیٰ اسلام کی خاطر اُن کے سینہ کو کھول دے۔ آمین۔

بُک فیئر کے کام میں بمبئی اور باہر سے آئے ہوئے خدام نے بڑی دلچسپی سے کام کیا۔ مکرم مولوی کلیم خان صاحب۔ مکرم رحمت حسین صاحب۔ مکرم شفیع احمد صاحب غوری۔ مکرم منظور احمد صاحب ندیم۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب۔ مکرم مطلوب احمد صاحب۔ مکرم اقبال احمد صاحب۔ مکرم پردینا احمد صاحب۔ مکرم تقی احمد صاحب کی کارکردگی خاص دعاؤں کی مستحق ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

(برہان احمد ظفر مبلّغ بمبئی)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان و حفظ کلاس سال ۹۳-۱۹۹۲ء

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تبلیغی و تربیتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا۔ یہ بابرکت درسگاہ جو قابلِ قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیشِ نظر اور غلبۂ اسلام کی مہم کو تیز تر کرنے کے لئے مبلّغین کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمتِ دین کے جذبہ سے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ قادیان میں دینی تعلیم و تربیت کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔ اِس میں داخلہ کی شرائط یہ ہیں:۔

(۱)۔ اُمیدوار میٹرک پاس اور خدمتِ دین کا جذبہ رکھتا ہو۔

(۲)۔ سوائے اِستثنائی صورت کے عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔

(۳)۔ قرآنِ مجید ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

(۴)۔ اُردو بخوبی پڑھ لکھ سکتا ہو۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھنے والے طلبہ کے لئے کچھ وظائف رکھے گئے ہیں جو اُمیدوار کی تعلیمی، دینی، اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدِنظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

مدرسہ احمدیہ قادیان میں نئے سال کی پڑھائی انشاء اللہ ۵ ستمبر ۱۹۹۲ء سے شروع ہو جائے گی۔ اُمیدوار نظارت تعلیم سے داخلہ فارم جلد از جلد حاصل کر لیں۔ اور پھر یہ داخلہ فارم پُر کر کے اُسے امیر یا صدر جماعت کی وساطت سے جولائی ۱۹۹۲ء کے آخر تک نظارت تعلیم قادیان میں بھجوا دیں۔ داخلہ کی فائنل منظوری سے قبل اُمیدواران کو انٹرویو کے لئے بُلایا جائے گا۔ جس کے لئے اُمیدوار کو اپنے خرچ پر قادیان آنا ہوگا۔ اِس انٹرویو کے بعد منتخب شدہ طلبہ کا ہی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ ہو سکے گا۔

(۲) حفظ کلاس میں داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:۔

(i)۔ بچے کی عمر ۱۰/۱۲ سال ہو۔ (ii)۔ بچہ قرآن کریم ناظرہ روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

(iii)۔ حفظ قرآن کریم اضافی خوبی کے طور پر ہے۔

حفظ مکمل ہونے کے بعد صدر انجمن احمدیہ ایسے طلبہ کی ملازمت کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

نوٹ:۔ مدرسہ احمدیہ کے طلبہ کے لئے یونیفارم سفید شلوار قمیص۔ کالی ٹوپی اور کالا جوتا مقرر ہے۔ داخلہ کے لئے آنے والے طلبہ اپنی یونیفارم بنوا کر ساتھ لائیں۔

ناظر تعلیم قادیان

ہفتۂ قرآنِ مجید

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کو مطلع کیا جاتا ہے کہ امسال ہفتۂ قرآنِ مجید یکم تا ۷ جولائی کی تاریخوں میں منانے کا اہتمام کریں۔ تقاریر کے لئے بعض عنوان درج ذیل ہیں:۔

قرآن مجید ایک دائمی اور عالمگیر شریعت ہے۔ قرآن مجید کی عظمت و شان۔ قرآن مجید کے دُنیا پر احسانات۔ ہستی باری تعالیٰ اور قرآن مجید۔ قرآن کریم کی تعلیم عالمِ آخرت کے متعلق۔ قرآن کریم کی رُو سے علم و معرفتِ الٰہی کے حصول کے ذرائع۔ قرآنِ کریم میں جملہ الہامی کتب کی قائم رہنے والی صداقتیں موجود ہیں۔ قرآنِ کریم کی رُو سے اعمالِ صالحہ اور ذکرِ الٰہی کی ضرورت و اہمیت۔ فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ تربیتِ اولاد اور اطاعتِ والدین کے متعلق قرآنی تعلیمات۔ لقائے الٰہی کے متعلق قرآن مجید کی راہنمائی۔

تمام عہدیدارانِ جماعت اور مبلّغین و معلّمینِ کرام سے درخواست ہے کہ ہفتۂ قرآن مجید کو پورے اہتمام سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ اور جلسوں میں احبابِ جماعت مرد و زن اور بچوں کو شریک کر کے قرآنِ کریم کے معارف سے آگاہ کریں۔ اور مختصر و جامع رپورٹیں نظارت تبلیغ قادیان میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

درخواستِ دعا:۔ خاکسار کے ماموں خسر مکرم بشیر الدین محمود احمد صاحب کرنولی کی ترقی بطور ڈپٹی سیکرٹری یکم جولائی سے ڈیو ہے۔ معاملہ زیرِ غور و کارروائی ہے۔ بعض حاسدین و شرپسندوں کی طرف سے رکاوٹ کا اندیشہ ہے احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اُن کی ترقی کے حصول اور تمام رکاوٹوں کے ازالہ کے لئے دُعا کریں نیز اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ خاکسار:۔ محمد کریم الدین شاہد۔ قادیان۔

رعایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:۔
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE:- 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM-679339
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282543.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI.

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:-
OFF:- 6378622
RESI:- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY- 400099

ارشادِ نبوی
اَطِعْ اَبَاکَ
(اپنے باپ کی اطاعت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ میگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک، اور کینوس کے جوتے!
NTR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بائی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:۔
43-4028-5137-5206

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۵ جون ۱۹۹۲ء رجسٹرڈ نمبر پی/جی ڈی پی - ۲۳